وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Regd. No. P/G.D.P-3 | Registered with the registrar of news Papers for India at No. R N. 61/57 | Phone No. 35

پیشگوئی مصلح موعود

از حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۲)

مدیر
خورشید احمد انور
نائب
جاوید اقبال اختر

Printed & Published By Malik Salahuddin M. A. at Fazliumar Printing Press Qadian Propriter Sadr Anjuman Ahmadiya Qadian.

ہفت روزہ بدر قادیان

مصلح موعود نمبر

بابت

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۲ ھ

بمطابق

۱۱ رتبلیغ ۱۳۶۱ ہجری شمسی

۱۱ رفروری ۱۹۸۲ء

جلد ۳۱ | شمارہ ۶

شرح چندہ

سالانہ ——— ۲۰ روپے

ششماہی ——— ۱۰ روپے

ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۷۵ روپے

فی پرچہ ——— ۴۰ پیسے

خصوصی نمبر ——— ایک روپیہ

اداریہ

بے شمار تابندہ نشانات کی حامل ایک عظیم الشان آسمانی پیشگوئی

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ستودہ صفات علیم بھی ہے اور خبیر بھی۔ مگر دنیا کو اس کی ان صفات کا ثبوت انبیاء کے وجود سے ہی ملتا ہے۔ ماموریں الٰہی کی پیشگوئیاں جہاں ذات باری تعالیٰ کے قادر مطلق اور عالم الغیب ہستی ہونے پر زبردست دلیل ہوتی ہیں وہاں خود ان فرستادوں کی صداقت کا بین ثبوت بھی فراہم کرتی ہیں۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ" (سورۃ جن ع ۲) یعنی علم غیب صرف میری ذات سے مخصوص ہے۔ میں اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ —— اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ مستقبل کے بارے میں قبل از وقت کوئی پیشخبری انسانی طاقت سے بالا ہے۔ مصفّی غیب بجز انبیاء کے کسی پر کھولا نہیں جاتا۔ بالخصوص ایسے امور غیبیہ جو عظیم الشان اور فوق العادت امور پر مشتمل ہوں۔ صرف انبیاء علیہم السلام پر ہی ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی صداقت وحقانیت پر گواہ ہوں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کی صداقت کے ثبوت میں جہاں بے شمار معقولی اور منقولی دلائل پیش فرمائے وہاں ہزاروں کی تعداد میں ایسی مہتم بالشان اور خارق عادت پیشگوئیاں بھی کیں جو اپنے اپنے وقت پر کمال آب وتاب سے پوری ہو کر مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ آج بھی پوری ہو رہی ہیں۔ منجملہ ان تمام پیشگوئیوں کے غیر معمولی اوصاف وکمالات کے حامل ایک موعود اور مبشر فرزند کی ولادت سے متعلق وہ مہتم بالشان آسمانی پیشگوئی بھی آپ کی صداقت وحقانیت کا ایک بین اور ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتی ہے۔ جو حضورؑ نے ہوشیارپور میں مسلسل چالیس روز تک خصوصی عبادات ومجاہدات بجالانے اور عاجزانہ ومتضرعانہ دعائیں کرنے کے نتیجہ میں باعلام الٰہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع فرمائی۔ اور جو تاریخ احمدیت میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کے نام سے موسوم ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی چونکہ قادیان کے بعض غیر مسلموں کی طرف سے نشان نمائی کے مطالبہ پر کی گئی تھی۔ اس لئے اس کی الہامی عبارت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے ...... خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو ...... اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔"

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پیشگوئی کی غیر معمولی عظمت واہمیت کے پیش نظر ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا:۔

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کو زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل ہے۔"

۲۰ فروری اور ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے ان اشتہارات میں اس مہتم بالشان نشان آسمانی کے جن عظیم القدر اغراض ومقاصد کی تعیین کی گئی ہے وہ بلاشک غیر معمولی عظمت واہمیت کے حامل ہیں۔ یوں بھی جو پیشگوئی ہستی باری تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وحقانیت کی روشن دلیل، قرآن حکیم کی عظمت وجلالت شان کی ناقابل تردید برہان، مذاہب عالم کے مقابلہ میں دین اسلام کے امتیازی شرف پر زندہ گواہ اور خود صاحب پیشگوئی کے برحق اور منجانب اللہ ہونے کا یقینی ثبوت ہو اس کی عظمت واہمیت سے بھلا کون صاحب بصیرت انسان انکار کر سکتا ہے ——؟

وعدۂ الٰہی کے عین مطابق سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کا وہ موعود اور مبشر فرزند ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس وبابرکت وجود میں جلوہ گر ہوا۔ پیشگوئی میں بیان فرمودہ تمام علامات آپؓ کے وجود میں ایسی شان اور آب وتاب کے ساتھ پوری ہوئیں کہ ہر علامت اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کے وجود، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، اسلام کی حقانیت، قرآن حکیم کی عظمت اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست اور لامتناہی ثبوت بن گئی۔ ہمیں یقین ہے کہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو آنے والے کسی بھی دور میں انشاء اللہ تعالیٰ جب کبھی غیر مسلم دنیا کو بے شمار درخشندہ وتابندہ نشانات پر مشتمل اس عظیم الشان آسمانی پیشگوئی پر غور کرنے کی توفیق ملے گی تو اس کے لئے مذہب اسلام کی عظمت وشوکت کا برملا اعتراف کرنے اور اس پر ایمان لانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ خود سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذن الٰہی کے تحت اپنے آپ کو اس عظیم الشان آسمانی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہوئے دہلی کے تاریخی جلسہ میں یہ پُرشوکت اعلان فرمایا کہ:۔

"میں خدا سے خبر پا کر اعلان کرتا ہوں کہ وہ پیشگوئی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا تھا پوری ہو گئی۔ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے اطلاع دی کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ہوں۔ میں اس خدائے واحد ولاشریک لہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ رؤیا جس کا میں نے ذکر کیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے۔ میں نے خود نہیں سنایا۔ اگر میں اس بیان میں سچا ہوں تو یاد رکھنا چاہیئے کہ آخر ایک دن میرے اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ساری دنیا پڑھے گی۔ اور ایک دن آئے گا جب ساری دنیا پر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شان کے ساتھ اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جیسا کہ پہلی صدیوں میں ہوئی تھی۔"

(بحوالہ ماہنامہ "فرقان" قادیان اپریل ۱۹۴۴ء)

پس جہاں تک غیر مسلم دنیا کا تعلق ہے، الٰہی نوشتوں کے مطابق اس کے لئے بہرصورت ایک نہ ایک دن ان درخشندہ وتابندہ آسمانی نشانات کی عظمت وشوکت کا معترف ہونا ایک ایسی خدائی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی بھی طاقت پورا ہونے سے روک نہیں سکتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر مبنی ان نشانات کو دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے جائیں اور ان تمام جلیل القدر مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں رہیں۔ جن سے ہمارے محبوب اور پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعودؓ کو والہانہ پیار تھا۔ اور جن کی تکمیل میں آپؓ نے اپنی مبارک زندگی کا ایک ایک بیش قیمت لمحہ صرف کر دیا ——— ؏

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے!

خورشید احمد انور

اخبار احمدیہ

قادیان ۸ رتبلیغ (فروری) حضرت اقدس امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ربوہ سے آنے والے بعض مہمانان کرام کی زبانی یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ:۔

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔" الحمد للہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے جان ودل سے محبوب اور پیارے آقا کو ہمیشہ صحت وعافیت سے رکھے اور ہر کام پر آپ کی خصوصی تائید ونصرت فرماتا رہے۔ آمین۔

قادیان ۸ رتبلیغ (فروری) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ وامیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت اہم خدمات سلسلہ میں مصروف ہیں۔ مقامی طور پر جملہ درویشان کرام بھی بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

ولادت باسعادت

قادیان ۹ رتبلیغ (فروری) دارالہجرت ربوہ سے آج ہی یہ خوشکن اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت اقدس امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے پوتے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے محترم صاحبزادہ مرزا [illegible] صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور محترمہ صاحبزادی فائزہ بیگم صاحبہ سلمہا بنت محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو بتاریخ ۲ رتبلیغ (فروری) پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ ادارہ بدر اس خوشی کے اس موقعہ پر سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ۔ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور خاندان حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے جملہ قابل صد احترام افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت [illegible] درازیٔ عمر اور بلندیٔ اقبال سے نوازے۔ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی خصوصی دعاؤں سے وافر حصہ عطا کرے۔ آمین ——— خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام میں اس مبارک ولادت کی خوشی میں مورخہ ۶ رفروری ۱۹۸۲ء کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے جملہ ادارہ جات میں تعطیل رہی۔

آج میں خدا کے فضل سے پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں

کہ میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۴۴ء میں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا پُر شوکت اعلان!

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:—

"آج میں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گزرتا ہے۔ لیکن چونکہ بعض نبوتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے کے ساتھ وابستہ ہیں اسلئے میں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے [illegible] نہیں سکتا۔

جنوری کے پہلے ہفتہ میں غالباً بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات کو میں نے غالباً کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ میں اندازہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات تھی) میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا (میں نے جیسا کہ بارہا بیان کیا ہے، غیر مامورین کا اپنی کسی رؤیا کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور میں خود تو سوائے پچھلے ایام کے جبکہ اس جنگ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بعض اہم خبریں مجھے دیں بہت کم ہی اپنی رؤیا بتایا کرتا ہوں۔ بلکہ (اللہ بہتر جانتا ہے یہ طریق درست ہے یا نہیں) میں اپنے رؤیا و کشوف اور الہامات لکھتا بھی نہیں۔ اس [illegible] وہ خود ہی کچھ عرصہ کے بعد میری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابھی لاہور میں [illegible] چوہدری ظفر اللہ خانصاحب [illegible] امر کے سلسلہ میں میرا ایک بیس [illegible] کا پرانا رؤیا یاد کرایا۔ پہلے تو وہ میرے ذہن میں ہی نہ [illegible] مگر بعد میں جب انہوں نے اس کی بعض تفصیلات بیان کیں تو اس وقت مجھے یاد آ گیا۔ تو میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں رؤیا و کشوف بیان کروں لیکن چونکہ اس رؤیا کا تعلق بعض اہم امور سے ہے نہ صرف ایسے امور سے جو کہ میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ایسے امور سے بھی جو بعض سابق انبیاء کی ذات اور ان کی پیشگوئیوں سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ آئندہ رونما ہونے والی دنیا کے اہم حالات سے بھی تعلق رکھتے ہیں اس لئے میں مجبور ہوں کہ اس رؤیا کا اعلان کر دوں۔ اور میں نے اس کے اعلان سے پہلے خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں دعا بھی کی ہے اور استخارہ بھی کیا ہے تاکہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی بات خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضاء کے خلاف نہ ہو۔ وہ رؤیا یہ تھا کہ) میں نے دیکھا میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں نا معلوم وہ گڑھے ہیں یا ٹرنچز ہیں۔ بہرحال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی کچھ عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں برسرِ پیکار ہے، یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اس کا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیئے۔ [illegible] رؤیا میں صرف یہی نہیں کہ تیزی سے [illegible] بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ [illegible] ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیز رفتار کے ساتھ دوڑ رہا ہوں اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے۔ کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جاتا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی۔ مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کے لئے دوڑتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر شاید ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامنِ کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ وہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا۔ اور پھر فلاں جگہ جائے گا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کروں گا۔ اور اس رستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہوں گے اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی پگڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پگڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں۔ تا معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس کس راستہ پر جانا چاہیئے۔ اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے۔ اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے۔ اس سڑک پر نہیں۔ دوسری سڑک پر جائیں۔ اور میں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی اس لئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔ اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پگڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی بھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں، اس طرف۔ اس طرف نہیں، اس طرف۔ مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں۔ اور درمیانی پگڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ (اس جگہ کی شکل رؤیا کے مطابق اس طرح بنتی ہے):—

دامنِ کوہ مغرب — [illegible] علاقہ

شمال

جنوب

مشرق

جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا جو[illegible]

بُشریٰ فرزند

منظوم کلام حضرت اقدس [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری ہر بات کو تو نے جلا دی
مری ہر روک بھی تُو نے اٹھا دی

مری ہر پیشگوئی خود بتا دی
تو نے نسلاً بعیداً بھی دکھا دی

جو دی ہے مجھ کو وہ کس کو عطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

میں اس راستہ پر آگیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رؤیا میں میں اس کی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پگڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں۔ اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے اُمّتِ محمدیہ کو اُمَّةً وَّسَطًا قرار دیا ہے۔ اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ اُمّتِ اسلام کا کامل نمونہ ہو گی۔ اور چھوٹی پگڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔ غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے اتنی دُور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اس کے آنے کا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئے گا۔ اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں مگر ساتھ ہی کہتا ہوں وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے یہ کہا۔ وہ پانی کہاں ہے۔ تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی ہی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں۔ اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بئے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اُوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے۔ اور رنگ ایسا ہے جیسے بئے کے گھونسلے سے سفیدی۔ زردی اور خاکی رنگ ملا ہو۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور ان کے اُوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو ان کو تیرا رہے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بُت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں اُن کے بُت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بُتوں کو نہلاتے ہیں۔ اور اب بھی یہ لوگ اپنے بُتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جارہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار جانے کے لئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی۔ اور ایک بُت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سُنا کہ بُتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں وغیرہ کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی۔ اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو اُن کی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح اُن کے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے اُن کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بُت اس پانی میں غرق کئے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نما بُت والا جس پر میں سوار ہوں یا اس کے ساتھ کے بُت والا بُت پرستی چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔ اور موحّد ہو گیا۔ اس کے بعد اثر ہونا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا اور بُتوں کو ترک کرتا اور توحید کا قائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کرکے دوسری طرف پہنچ گئے تو میں اُن کو حکم دیتا ہوں کہ ان بُتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحّد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحّد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں بُتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر اُن کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔ مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اس لئے میں نے ان کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں ان کو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تا کہ باقی لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جارہی ہیں۔ جیسے خطبۂ الہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کا لفظ میں نے اس لئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے باثر اور مفید وجود تھا۔ بہرحال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے۔ اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے میں اب آگے جاؤں گا۔ اس لئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے۔ اور شرک کو مٹا دے۔ اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آکر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مقرر کیا ہے اُن کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔

اس کے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے۔ اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم اُمور کی طرف اُسے توجہ دلاتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ اُن لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اس کے سکھانے کا اُسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ۔ اس کے بعد میں اُن کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا وہ یہ ہے۔ وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ۔ اور میں ہی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔ تب خواب میں ہی مجھ پر رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اُس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِیْلُہٗ میں اس کا نظیر ہوں وَخَلِیْفَتُہٗ اور اس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا۔ اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے گا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں، میں وہ ہوں جس کے لئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی ہیں تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں جن کے لباس ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی۔ اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کے لئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی جاتی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ "ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں۔" اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دُودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی اس میں یہ خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی۔ اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جس کو وہ تبلیغ کرے گا اور وہ اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائے گی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا اس قوم سے مطالبہ کریگا کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دے گی۔ اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم اُن کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں۔ یہ تو بہت تھوڑے ہیں۔ اور دشمن بہت زیادہ ہے۔ مگر وہ قوم باوجود اس کے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز ان کو تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب میں کہتا ہوں دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ اس کے بعد پھر میں ان کو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کرکے آگے کسی مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اُس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اُس شخص سے جسے میں نے اُس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہتا ہوں۔ جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا کہ تیری قوم شرک چھوڑ چکی ہے۔ موحّد ہو چکی ہے اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔ یہ وہ رؤیا ہے جو ۵، ۶ جنوری ۱۹۴۴ء مطابق صلح ۱۳۲۳ ہش کی تھی۔ اور جو غالباً پانچ اور چھ کی درمیانی شب بدھ اور جمعرات کی درمیانی رات میں ظاہر کی گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو میری نیند بالکل اُڑ گئی۔ اور مجھے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ کیونکہ آنکھ کھلنے پر مجھے یوں محسوس

ہوتا تھا گویا میں اُردو بالکل بھول چکا ہوں۔ اور صرف عربی ہی جانتا ہوں۔ چنانچہ کوئی گھنٹہ بھر تک میں اس رؤیا پر غور کرتا اور سوچتا رہا۔ مگر میں نے دیکھا کہ میں عربی میں ہی غور کرتا تھا۔ اور اسی میں سوال و جواب میرے دل میں آتے تھے۔

اس رؤیا میں تین پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک پیشگوئی تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں نے ہی کی ہے۔ یا کسی سابق غیر معروف نبی نے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کسی نبی کی پیشگوئی ہے اور آیا دنیا کے سامنے اس رنگ میں یہ پیشگوئی پیش بھی ہو چکی ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ اور پیشگوئیوں کی طرف بھی اس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پہلی پیشگوئی جس میں یہ ذکر ہے کہ اُنیس سو سال سے کنواریاں میرا انتظار کر رہی تھیں۔ وہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک پیشگوئی ہے جس کا انجیل میں ذکر آتا ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو بعض قومیں مجھے مان لیں گی اور بعض قومیں انکار کریں گی۔ آپ ان اقوام کا تمثیلی رنگ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ان کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے کچھ کنواریاں اپنی اپنی مشعلیں لے کر دولہا کے استقبال کو نکلیں۔ وہ دولہا کے انتظار میں بیٹھی رہیں۔ بیٹھی رہیں اور بیٹھی رہیں۔ مگر دولہا نے آنے میں بہت دیر لگائی۔ جو عقلمند تھیں انہوں نے تو اپنی مشعلوں کے ساتھ تیل بھی لے لیا تھا مگر جو بیوقوف تھیں انہوں نے مشعلیں تو لے لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا۔ جب دولہا نے بہت دیر لگائی تو سب اونگھنے لگیں۔ تب وہ جو بے احتیاط عورتیں تھیں انہوں نے معلوم کیا کہ ان کا تیل ختم ہو رہا ہے اور انہوں نے دوسری عورتوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہمیں بھی دے دو۔ کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا ہم تمہیں تیل نہیں دے سکتیں۔ اگر دے دیں تو شاید ہمارا تیل بھی ختم ہو جائے تم بازار میں جاؤ شاید تمہیں وہاں سے تیل مل جائے۔ جب وہ تیل لینے کے لئے بازار گئیں تو پیچھے سے دولہا آپہنچا۔ اور وہ جو تیار تھیں اُس کو ساتھ لے کر قلعہ میں چلی گئیں۔ اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ بے احتیاط عورتیں بھی آئیں۔ اور دروازے کو کھٹکھٹا کر کہنے لگیں ہمارے لئے بھی دروازہ کھولا جائے۔ ہم اندر آنا چاہتی ہیں۔ مگر دولہا نے جواب دیا تم نے میرا انتظار نہ کیا۔ تم نے پوری طرح احتیاط نہ برتی۔ اس لئے اب صرف اُنہی کو حصہ ملے گا جو چوکس تھیں۔ تمہارے لئے دروازہ نہیں کھولا جا سکتا۔ یہ درحقیقت حضرت مسیح ناصری کی اپنی بعثت ثانیہ کے متعلق ایک پیشگوئی تھی جو انجیل میں پائی جاتی ہے۔ پس رؤیا میں میں نے جو یہ کہا کہ "میں وہ ہوں جس کے لئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں۔" اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے زمانہ میں یا میری تبلیغ سے یا ان علوم کے ذریعہ سے جو اللہ تعالیٰ نے میری زبان اور قلم سے ظاہر فرمائے ہیں اُن قوموں کو جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا مقدر ہے اور جو حضرت مسیح ناصری کی زبان میں کنواریاں قرار دی گئی ہیں ہدایت عطا فرمائے گا۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ میرے ہی ذریعہ سے ایمان لانے والی سمجھی جائیں گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ اِس خدائی الہام نے وہ بات جو ہمیشہ میرے سامنے پیش کی جاتی تھی اور جس کا جواب دینے سے ہمیشہ میری طبیعت انقباض محسوس کیا کرتی تھی آج میرے لئے بالکل حل کر دی ہے۔

یعنی اس الہام الٰہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی۔ لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے کبھی سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔ اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکا نہ دے۔ اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کر لوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ مجھے ایک خط دیا اور فرمایا۔ میاں یہ خط ہے۔ جو تمہاری پیدائش کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے لکھا۔ اس خط کو "تشحیذ الاذہان" میں چھاپ دو۔ یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ میں نے اُس وقت اُن کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ خط لے لیا اور ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اُسے تشحیذ میں شائع کرا دیا۔ مگر اللہ بہتر جانتا ہے میں نے اُس وقت بھی اُس خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صرف سرسری طور پر پڑھا۔ اور اشاعت کیلئے دیدیا۔ لوگوں نے اس وقت بھی کئی قسم کی باتیں کیں۔ مگر میں خاموش رہا۔ اس کے بعد بھی بار بار یہ سوال میرے سامنے لایا گیا۔ مگر ہمیشہ میں نے یہی جواب دیا کہ اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ جس شخص کے متعلق یہ پیشگوئیاں ہیں وہ دعویٰ بھی کرے کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ بلکہ مثال کے طور پر میں نے بعض دفعہ بیان کیا ہے کہ ریل کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ ماننے والے مانتے ہیں کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ کیونکہ وہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اب یہ ضروری نہیں کہ ریل خود دعویٰ بھی کرے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فلاں پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ ہماری جماعت کے دوستوں نے یہ اور اسی قسم کی [illegible] پیشگوئیاں بارہا میرے سامنے رکھیں [illegible] کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق ظاہر کروں [illegible] ہمیشہ یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کیا کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود گواہی دے گا کہ ان پیشگوئیوں کا میں مصداق ہوں۔ اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانہ کی گواہی میرے خلاف ہوگی۔ دونوں صورتوں میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق نہیں تو میں یہ کہکر کیوں گنہگار بنوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ اور اگر میرے ہی متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی کیا ضرورت ہے۔ وقت خود بخود حقیقت ظاہر کر دے گا۔ غرض جیسے الہام الٰہی میں کہا گیا تھا۔ "انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔" (تذکرہ ص۱۶۱)۔ دنیا نے یہ سوال اتنی دفعہ کیا۔ اتنی دفعہ کیا کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اس لمبے عرصہ کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا تھا کہ تو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائیگا۔ یا ہلاک ہو جائیگا۔ اور یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔ (تذکرہ ص۱۶۵) اسی طرح یہ الہام ہونا کہ یوسف کی خوشبو مجھے آرہی ہے۔ (تذکرہ ص۴۸۶) بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ چیز ایک لمبے عرصہ کے بعد ظاہر ہوگی۔ میں اب بھی اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر ان پیشگوئیوں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کے قریب وقت تک یہ علم نہ دیا جاتا کہ یہ میرے متعلق ہیں۔ بلکہ موت تک مجھے علم نہ دیا جاتا۔ اور واقعات خود بخود ظاہر کر دیتے کہ چونکہ یہ پیشگوئیاں میرے زمانہ میں اور میرے ہاتھ سے پوری ہوئی ہیں۔ اس لئے میں ہی ان کا مصداق ہوں تو اس میں کوئی حرج نہ تھا۔ کسی کشف یا الہام کا تائیدی طور پر ہونا ایک زائد امر ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ماتحت آخر اس امر کو ظاہر کر دیا اور مجھے اپنے فضل سے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ چنانچہ آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت کے ساتھ دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھوں۔ اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔ ہماری جماعت کے دوست چونکہ میری طرف ان پیشگوئیوں کو منسوب کیا کرتے تھے اس لئے میں ہمیشہ ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھنے سے بچتا تھا۔ اور ڈرتا تھا کہ کوئی غلط خیال قائم نہ ہو جائے مگر آج پہلی دفعہ میں نے وہ تمام پیشگوئیاں پڑھیں اور اب ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کے بعد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے۔ میں اس کے متعلق اس وقت تفصیل سے کچھ نہیں کہہ سکتا مگر یہ جو آتا ہے کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ اس کے متعلق ہمیشہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ اسی طرح "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ سو یہ جو الہام ہے کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ یعنی وہ چوتھا بیٹا ہوگا۔ اگر یہ مفہوم لے لیا جائے تو چوتھے بیٹے کے لحاظ سے بھی بات بالکل صاف ہے۔ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب۔ مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد (اوّل) پیدا ہوئے اور چوتھا میں ہوا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجھ سے پہلے ہماری والدہ سے تین بچے ہوئے۔ اس طرح بھی میں تین کو چار کرنے والا تھا۔ اسی طرح میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے۔ اس لحاظ سے بھی میں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ پھر میری خلافت کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دی۔ اس طرح بھی میں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ گویا تین کو چار کرنے والا میں چار طرح ہوں۔ اوّل اور دوم اس طرح:- مرزا سلطان احمد۔ مرزا فضل احمد۔ بشیر اوّل۔ مرزا محمود احمد۔ مرزا بشیر احمد۔ مرزا شریف احمد۔ مرزا مبارک احمد۔ سوم اس طرح:- عصمت بیگم۔ مرزا بشیر احمد اوّل۔ شوکت بیگم۔ مرزا محمود احمد۔ چہارم:- مرزا سلطان احمد۔ مرزا بشیر احمد۔ مرزا شریف احمد۔ مرزا محمود احمد۔ اس طرح [illegible] کو چار کر دیا۔ لیکن میرا ذہن خدا تعالیٰ نے [illegible] بھی منتقل کیا ہے کہ الہامی طور پر [illegible] کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ الہام میں یہ بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ پس میرے نزدیک یہ اس کی پیدائش کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ یہ پیشگوئی ابتداء ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی پس ۱۸۸۶-۱۸۸۷-۱۸۸۸ تین سال ہوئے۔ ان تین سالوں کو چار کونسا سال کرتا ہے۔ ۱۸۸۹ء کرتا ہے۔ اور یہی میری پیدائش کا سال ہے۔ پس تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر دی گئی تھی کہ اس کی پیدائش چوتھے سال میں

ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ جو آتا ہے دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ اس کے اور معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک اس کی ایک واضح تشریح یہ ہے کہ دوشنبہ ہفتے کا تیسرا دن ہوتا ہے۔ شنبہ پہلا۔ یک شنبہ دوسرا۔ اور دوشنبہ تیسرا۔ دوسری طرف روحانی سلسلوں میں انبیاء اور ان کے خلفاء کا الگ الگ دَور ہوتا ہے۔ اور جس طرح نبی کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اس لحاظ سے غور کر کے دیکھو۔ پہلا دَور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ دوسرا دَور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اور تیسرا دَور میرا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا ایک الہام اس تشریح کی تصدیق کرتا ہے اور وہ الہام ہے "فضلِ عمر" (تذکرہ صلا۱۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے مقام پر ہی خلیفہ تھے۔ "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" سے یہ مُراد نہیں کہ کوئی خاص دن خاص برکات کا موجب ہوگا۔ بلکہ مُراد یہ ہے کہ اس موعود کے زمانہ کی مثال محمدیت کے دَور میں ایسی ہی ہوگی جیسے دوشنبہ کی ہوتی ہے۔ یعنی اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدمتِ دین کیلئے جو آدمی کھڑے کئے جائیں گے اُن میں وہ تیسرے نمبر پر ہوگا۔ "فضلِ عمر" کے الہامی نام میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ گویا كَلَامُ اللّٰهِ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا کے مطابق "فضلِ عمر" کے لفظ نے "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کی تفسیر کر دی۔ مگر اس الہام میں ایک اور خبر بھی ہے۔ اور خدا تعالیٰ مبارک دوشنبہ اب ایک ایسے ذریعہ سے بھی لانے والا ہے جو میرے اختیار میں نہیں تھا۔ اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنے ارادہ سے اور جان بوجھ کر اس کا اجراء کیا۔ میں نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کو ایسے حالات میں جاری کیا جو ہرگز میرے اختیار میں نہیں تھے۔ گورنمنٹ کے ایک فعل اور احرار کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس تحریک کا القاء فرمایا۔ اور اس تحریک کے پہلے دَور کی تکمیل کے لئے میں نے دس سال میعاد مقرر کی۔ ہر انسان جب کوئی قربانی کرتا ہے تو اس قربانی کے بعد اس پر ایک عید کا دن آتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو رمضان کے مہینے میں لوگ روزے رکھتے ہیں اور تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ مگر جب رمضان گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے ایک عید کا دن لاتا ہے۔ اسی طرح ہماری دس سالہ تحریک جدید جب ختم ہوگی تو اس سے اگلا سال ہمارے لئے عید کا سال ہوگا۔

دوست جانتے ہیں تحریک جدید کا پہلا دس سالہ دَور اسی سال یعنی ۱۹۴۴ء میں ختم ہوتا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۴۵ء جو ہمارے لئے عید کا سال ہے پیر کے دن سے شروع ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں یہ خبر بھی دی تھی کہ ایک زمانہ میں اسلام کی نہایت عزت و حالت میں اس کی اشاعت کے لئے ایک اہم تبلیغی ادارہ کی بنیاد رکھی جائے گی۔ اور جب اس کا پہلا کامیابی کا دَور ختم ہوگا تو یہ جماعت کے لئے ایک مبارک وقت ہوگا۔ اس لئے وہ سال جب مومن اس عہد کو قربانی کو پورا کر چکیں گے جو وہ اپنے ذمہ لیں گے۔ تو ایک مبارک بنیاد ہوگی۔ اور اس سے اگلے سال سے خدا تعالیٰ ان کے لئے برکت کا بیج بوئیگا۔ اور خوشی کا دن اُن کو دکھلائے گا۔ اور جس سال میں یہ وقوع میں آئے گا اس کا پہلا دن پیر یا دوشنبہ ہوگا پس وہ سال بھی مبارک اور وہ دن بھی مبارک۔ پس "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ مصلح موعود اس سلسلہ کی تیسری کڑی ہوگا۔ بعض دفعہ ایک چیز کی کسی اَور چیز سے مشابہت دے دی جاتی ہے۔ مگر ضروری نہیں ہوتا کہ اس سے مراد وہی ہو۔ پس میرے نزدیک اس کے معنے بالکل واضح ہیں۔ اور "فضلِ عمر" جو الہامی نام ہے وہ ان معنوں کی تائید کرتا ہے۔ میں اس امر کا بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ جب رؤیا کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے عربی میں ہی سوچتا رہا۔ سوچتے سوچتے میرے دماغ میں یہ الفاظ آئے اور میں جس نتیجہ پر پہنچا وہ یہ تھا کہ اب تو خدا نے بالکل فیصلہ کر دیا ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ آج جب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشتہار پڑھ رہا تھا تو اس میں مجھے یہی الفاظ نظر آئے کہ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ گیا اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دوسروں کے لئے بھی کیونکہ کوئی دوسرا شخص کسی غیر مامور کے کشف یا الہام کو ماننے کا مکلف نہیں۔ لیکن بہرحال میرے لئے خدا تعالیٰ نے حقیقت کو کھول دیا ہے۔ اور اب میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے ایک ایسی بنیاد تحریک جدید کے ذریعہ سے رکھ دی ہے جس کے نتیجہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کی وہ پیشگوئی کہ کنواریاں دولہا کے ساتھ قلعہ میں داخل ہونگی۔ ایک دن بہت بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوگی۔ مثیلِ مسیح ان کنواریوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور لے جائیگا۔ اور وہ قومیں جو اس سے برکت پائیں گی خوشی سے پکار اٹھیں گی کہ ہوشعنا۔ ہوشعنا۔ اس وقت انہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانا نصیب ہوگا۔ اور اسی وقت انہیں حقیقی رنگ میں مسیح اوّل پر سچا ایمان نصیب ہوگا۔ اب تو وہ قومیں انہیں خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دے کر درحقیقت گالیاں دے رہی ہیں۔ لیکن مقدر یہی ہے کہ میرے بوئے ہوئے بیج سے ایک دن ایسا درخت پیدا ہوگا کہ یہی عیسائی اقوام مثیلِ مسیحؑ سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے نیچے بسیرا کریں گی۔ اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل ہو جائیں گی۔ اور جیسے خدا کی بادشاہت آسمان پر ہے ویسے ہی زمین پر آجائے گی۔"

(الفضل مورخہ یکم فروری ۱۹۴۴ء جلد ۳۲ نمبر ۲۷)

حضرت مصلح موعودؓ

از مکرم سید محمد میاں سلیم صاحب شاہجہان پوری۔ نوابشاہ (پاکستان)

وہ مسیحا کا فرزندِ اکبر — وہ فہیم و ذکی وہ دلاور
علم و دانش میں ماہِ منوّر — فہمِ قرآن میں مہرِ انور
وہ خلوص و محبت کا پیکر — ضَو فشاں مثلِ خورشیدِ خاور
عظمت و شان میں کوہ پیکر — خادمِ دینِ حق فضلِ داور
وہ حلیم و کریم و توانگر — گمرہانِ طریقت کا رہبر
مستِ صہبائے عشقِ پیمبر — خدمتِ دینِ حق میں مخمّر
کاسرِ کبرِ فغفور و قیصر — بُت شکن مثلِ فرزندِ آذر

نام جس کا ہے محمود احمد
اور عمل جس کا تقویٰ سراسر

کامیابی تھی اُس کا مقدّر — اس کے دشمن ہوئے سب محقّر
کلمۃ اللہ بھی ہے نام اس کا — اس کے اوصاف دفتر کے دفتر
تین کو چار اُس نے کیا ہے — یہ کرامت بھی ہے فضلِ داور
ہے "دوشنبہ مبارک دوشنبہ" — قدرتِ حق تعالیٰ کا مظہر
نور ہے نورِ فرزندِ عالی — از رضائے الٰہی مفخّر
عطرِ خوشنودی و دلبری سے — کر دیا حق نے اُس کو معطّر
روحِ حق ڈالی اُس میں خدا نے — سایۂ حق رہا اُس کے سر پر
برکتیں اُس سے پائیں گی قومیں — ہے یہ قولِ خداوند اکبر
وہ ترقی کرے گا بسرعت — اور اسیروں کا ہوگا وہ یاور
رستگاری اسیروں کو دے گا — لائے گا قید سے اُن کو باہر
نام پائے گا سارے جہاں میں — پھیل جائے گی شہرت بھی گھر گھر

عہد میں اپنے بے مثل تھا وہ
کوئی ہمسر نہ اس کے برابر

تھیں زمانے کی اُس پر نگاہیں — وہ زمانہ کی نظروں کا محور
تھا وہ غواصِ دریائے حکمت — اور محیطِ عمل کا شناور
زُہد و تقویٰ میں عبدِ مکرّم — زینتِ و شانِ محراب و منبر
اُس کا دشمن بنا اِک زمانہ — لے کے رتی کا چلا ایک چکّر
تند کتنی تھی بادِ مخالف — آندھیوں کے چلے کتنے تھکّڑ
لیکن اِن آندھیوں کے مقابل — تھا وہ مثلِ درختِ تناور
اُس نے پروانہ کی دشمنوں کی — اُس کو حق الیقین تھا یکسر

فضلِ حق سے رہا کامراں وہ
رہ گئے اُس کے دشمن بھی ششدر

مدح میں اُس کی رطب اللسان ہے — اُس کا خادم سلیم سخنور

تحریکِ دُعائے خاص

جیسا کہ اخبار بدر مجریہ ۲۸ صلح (جنوری) کے ضمیمہ میں قارئین کو اطلاع دی جا چکی ہے کہ محترم سید احمد صاحب ناصر خلف محترم حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض علاج ان دنوں امریکہ میں قیام فرما ہیں۔ جہاں ماہِ رواں کے دوسرے عشرہ میں محترم موصوف کا اوپن ہارٹ سرجری آپریشن ہونے والا ہے تا رئین خاص طور سے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نازک اور پیچیدہ آپریشن کو ہر جہت سے کامیاب کرے اور مکمل صحت و شفایابی کے ساتھ بخیر و خوبی اپنے مستقر پر واپس لائے۔ آمین۔

محترم مختار احمد صاحب ہاشمی کارکن نظارت خدمتِ درویشان ربوہ جن کے جسم کے ایک حصہ پر گزشتہ دنوں فالج کا خفیف حملہ ہوا تھا گو اگرچہ پہلے کی نسبت افاقہ ہے تاہم جسم کے فالج زدہ حصہ میں ابھی تک حرکت پیدا نہیں ہوئی۔ محترم موصوف کی کامل صحت و شفایابی کے لئے بھی خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

سیرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطاب محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ العالی سابق صدر عالمی عدالتِ انصاف
برموقعہ جلسہ سالانہ ربوہ مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۸۰ء

محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ العالی کے اس دلنشین اور بصیرت افروز خطاب کی فوٹو سٹیٹ کاپی ہمیں مکرم عبد المالک صاحب مدیر ماہنامہ "خالد" و "تشحیذ الاذہان" مقیم لاہور نے فراہم کی ہے جس کے لئے ادارہ بدر موصوف کا تہ دل سے ممنون ہے۔ فجزاہ اللہ خیرًا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاک اور مقدس وجود کی سیرۃ مختصر مگر مستند اور جامع صورت میں ربّ السماوات والارض نے خود بیان فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

یہ آسمانی بشارت کے آبدار موتیوں کی لڑی اللہ تبارک و تعالیٰ کے اپنے ہاتھوں سے پروئی گئی اور اپنے وقت پر بڑی شان سے چمکی گئی۔

اُس فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلاء کا نزول ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوا۔ اور وہ زمین کے کناروں تک شہرت پانے اور قوموں کو برکت دینے کے بعد ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ رضی اللہ عنہ و یجعل الجنۃ العلیا مثواہ۔ اس کے زمین کے کناروں تک شہرت پانے کی ایک حقیقت سی جھلک کا اندازہ اس امر سے کرلیں کہ اس محبوب ترین ہستی کے وصال کی اطلاع اس کے اس مہجور محب کو فیجی میں ملی جو زمین کا یہاں سے بعید ترین کنارہ ہے اور جہاں سلسلہ احمدیہ کی سرسبز شاخیں اس وقت بھی لہلہا رہی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا تھی ؎

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُرنور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

پھر اسی دعا کی قبولیت کا اعلان آپ نے چار سال بعد ان الفاظ میں کیا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا!
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا!
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

منتظمینِ جلسہ نے اپنے کمالِ حسنِ ظن سے اس عاجز نابکار پُرمعاصی شرمسار کے ذمے یہ فرض عاید کیا ہے کہ اس پاک مجلس میں اس محبوب عالی وقار کی سیرتِ طیبہ پر کچھ بیان کرے۔ سُبْحَانَ [illegible]

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

میری تو یہ حالت ہے کہ ایک مرتبہ خواب میں زیارت کے دوران خاکسار کے ایک امر کے متعلق یاد دہانی پر حضور نے فرمایا "تمہارا حافظہ میری نسبت بہتر ہے" جس پر انتہائی رقت اس ناچیز پر طاری ہوئی اور بار بار یہ فریاد منہ سے نکلتی چلی گئی "میں تو حضور کے خاکِ پا کے برابر بھی نہیں"۔ نیند کھلنے پر چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

ایک مجلس میں ایک بار حضور کے پیہم الطافِ خسروانہ کے کسی قدر تذکرے کے بعد منہ سے یہ شعر نکل گیا ؎

اب میں ہوں اور تغافلِ بسیار کے گلے
میں وہ جو موردِ کرمِ بے حساب تھا

کچھ عرصہ بعد ایک مشفق دوست نے کہا، ایک صاحب نے تمہاری نسبت ایک منذر خواب دیکھا ہے۔ مناسب ہے کچھ صدقہ دے دو۔ میں نے کہا صدقہ ان شاء اللہ دے دوں گا۔ لیکن اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو بتا دیں کہ کیا خواب تھا۔ انہوں نے کہا وہ کہتے ہیں خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔ اور حضور نے فرمایا "ہم ظفر اللہ خان کو لینے آئے ہیں"۔ میں نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ یہ تو نہایت مبشر خواب ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا بشارت ہو سکتی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال فضل و رحم سے ایسا ہی کرے۔ آمین ؎

جاں مے طلبید یار و ظفر منتظر آنکہ
ایں مژدۂ جاں بخش زِ جاناں کہ رساند

حضورؓ کی سیرتِ طیبہ کا تفصیلی بیان تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے ساتوں دفتروں میں بھی سما نہیں سکتا۔ البتہ میرے قلبِ مہجور کی کیفیت کی جھلک مولانا کے دیوان کے دو شعروں میں محسوس کی جا سکتی ہے ؎

تا آمدی اندر برم شد کفر و ایماں چاکرم
اے دیدنِ تو دینِ من اے روئے تو ایمانِ من
مست و خراماں میرود در دل خیالِ یارِ من
ماہے لطیفے بے حدے شاہے کریمے سرخوشے

حضورؓ کی سیرت کی تفصیل پر آگہی مقصود ہو تو عزیز مکرم صاحبزادہ میرزا طاہر احمد صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ کے تیار کردہ اردو سوانح کا مطالعہ کریں اور انگریزی خواں اصحاب مختصر سا بیان انگریزی زبان میں خاکسار کی تالیف کردہ کتاب "AHMADIYYAT THE RENAISSANCE OF ISLAM." کے ابواب گیارہ تا پندرہ صفحات ۲۲۴ تا ۳۳۶ میں ملاحظہ کریں۔ "تاریخ احمدیت" کی متعلقہ جلدوں میں بھی تفصیلی مواد موجود ہے۔ "تحدیث نعمت" میں بھی کچھ تذکرہ ہے۔

اس مختصر [illegible] وقت میں اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ کچھ کیفیت تو اُن الطاف و عنایاتِ بے پایاں کی جو حضور اقدسؓ نے اس ناچیز کے لئے روا رکھے تھے، بیان کر دی جائے۔ اور کچھ اشارے حضور کی شاندار سیرت و کردار اور صفاتِ عالیہ اور گراں مایہ خدماتِ دینیہ کی طرف کر دیئے جائیں۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْق۔

خاکسار انگلستان میں اپنی تعلیم کے آخری سال میں تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا وصال ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو جمعہ کے دن ہوا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان میں موجود احباب کی بھاری کثرت کے والہانہ اصرار پر ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو ہفتہ کے دن خلیفۃ المسیح الثانی قرار پائے۔ خاکسار نے اس اطلاع کے ملنے پر بلا تامل اپنا عریضہ خدمتِ اقدس میں ارسال کر دیا کہ خاکسار کی بیعت قبول فرمائی جائے۔ شروع نومبر میں خاکسار انگلستان سے واپس بمبئی پہنچا اور لاہور سے بجائے سیالکوٹ سیدھے اپنے والدین کی خدمت میں حاضر ہونے کے قادیان حاضر ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا۔ وکان ذٰلک من فضل اللہ علیّ۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔ دسمبر ۱۹۱۴ء میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی ۔۔۔!!

جنوری ۱۹۱۵ء سے خاکسار نے اپنے والدِ محترم حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی میں وکالت کی پریکٹس شروع کی۔ ابتداء اپریل میں خاکسار کو حضرت امیر المومنین نے قادیان طلب فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ایسٹر کی تعطیلات میں جماعت دہلی کا ایک جلسہ قرار پایا ہے۔ جس میں تمہیں "ضرورتِ مذہب" پر انگریزی زبان میں تقریر کرنا ہوگی۔ خاکسار نے بادب اپنی کم مائیگی کا اظہار کیا۔ حضور نے بصد شفقت فرمایا، ہم نوٹ املا کرا دیتے ہیں۔ تم ان پر غور کر کے انہیں پھیلا لینا۔ اس طور پر خاکسار کو حضور کی شاگردی کا فخر حاصل ہوگیا۔ اور یہ دستور ہوگیا کہ حضور کے ارشاد پر یا خاکسار کی گزارش پر جیسے موقع ہوتا حضور نوٹ املا کروا دیتے۔ خاکسار انہیں پھیلا لیتا۔

خاکسار نے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ضلع کی عدالتوں میں وکالت کے کام میں اپنے والد صاحب کی مشفقانہ نگرانی میں مناسب مہارت حاصل کر لی۔ لیکن طبیعت میں قانون کی پریکٹس کی طرف رغبت پیدا نہ ہوئی۔ چنانچہ اگست ۱۹۱۶ء کے آخر میں خاکسار "انڈین کیسز" کے نائب ایڈیٹر کی حیثیت سے لاہور منتقل ہوگیا۔ اور گویا اپنی طرف سے قانون کی پریکٹس کو خیرباد کہہ دیا۔ لیکن ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال والا معاملہ ہوا۔ آخر نومبر میں یعنی میرے لاہور منتقل ہونے کے تین ماہ کے اندر حضرت خلیفۃ المسیح رض کا ارشاد موصول ہوا۔ "پٹنہ ہائی کورٹ میں مونگھیر کی مسجد کے متعلق بحث کی سماعت ہونے والی ہے، تم جاؤ اور جماعت کی طرف سے اپیل کی پیروی کرو۔" یا الٰہی! یہ نہایت اہم خدمت اور تیرا یہ عاجز بندہ بالکل خالی!! نہ یہ معلوم کہ اپیل میں امور متنازعہ کیا ہیں۔ نہ یہ پتہ کہ مطلوبہ قانون کیسے معلوم کروں۔ نہ کبھی مجھے اپنے پیرنٹ کورٹ میں پیش ہونے کا اتفاق ہوا۔ نہ ججوں کو خطاب کرنے کا طریق معلوم۔ غرض میں بالکل کورا اور خالی مانند صفر!!! قانون پیشہ اصحاب میری بے بسی کا اندازہ کریں۔ البتہ ایک ڈھارس تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض اپنی دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں گے۔ ہفتہ کی شام کو پٹنہ پہنچے۔ ڈاک بنگلہ میں قیام ہوا۔ جناب سید وزارت حسین صاحب مرحوم نے جو وکیل تو نہیں تھے لیکن ابتدائی مرحلے سے ہی کر مقدمہ کی کارروائی میں گہری دلچسپی لیتے رہے تھے، تفصیلی نوٹ تیار کئے ہوئے تھے۔ اور سب انظائر اور کتب متعلقہ فراہم کر رکھی تھیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اتوار کے دن بھر بغیر کسی دقت کے محض اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے پوری تیاری کر لی۔ بنیادی سوال یہ تھا کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں۔ فریق مخالف کی طرف سے ایک پیرہ مسلمان وکلاء کا زیر قیادت مسٹر مظہر الحق صاحب پیروی کے لئے موجود تھا۔ اور ایک گروہ علمائے دین کا ان کی تائید میں صف آرا تھا۔ دن بھر کی بحث کی سماعت کے اختتام پر چیف جسٹس اور ان کے رفیق نے خاکسار کے حسنِ استدلال کی غیر معمولی الفاظ میں تعریف کی۔ جو دوسرے دن تمام اخبارات میں چھپ گئی۔ لاہور کے وکلاء حیران ہوئے کہ یہ کون ظفر اللہ خان ہے جس نے پٹنہ ہائی کورٹ کے ججوں سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے جلیل القدر استاذ شمس العلماء جناب مولوی سید میر حسن صاحب کے پسرِ اکبر جناب ڈاکٹر علی نقی صاحب نے جو بچپن میں میری آنکھوں کے علاج کے سلسلے میں مجھ پر کرم فرمائی کرتے رہے تھے اخبار میں یہ خبر پڑھی تو فرمایا میں تو خوش ہوں تمہاری لیاقت کا قائل تھا۔ لیکن تم نے اپنے تئیں ایک تنگ زنجیر میں جکڑ رکھا ہے۔ جو تمہاری اعلیٰ ترقی کے رستے میں روک ہوگی۔ میں نے گزارش کی۔ ڈاکٹر صاحب

عشق گرد اند کہ دل در بند زلفش چون خوش است
عاقلان دیوانہ گردند از پئے زنجیر ما

پٹنہ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں قرار دیا کہ احمدی مسلمان ہیں۔ فالحمد للہ۔

جناب ... صاحب ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مغربی ساحل پر سان فرانسسکو میں سلسلہ احمدیہ کے مبشر ہیں۔ آج سے چونسٹھ سال قبل ان کے والد سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہوئے۔ ان کی بیوی نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے مشورہ کر کے ان کی طرف سے دیوانی دعویٰ دائر کیا کہ میرا خاوند احمدی ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہے اس لئے قرار دیا جائے کہ میرا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح رض کا ارشاد موصول ہوا کہ امرتسر کی دیوانی عدالت میں مدعا علیہ کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کرے۔ تعمیل ارشاد کے نتیجہ میں دعویٰ مدعیہ خارج ہوا تو جماعت احمدیہ امرتسر نے خاکسار کو سفر خرچ کے عوض ایک رقم ادا کرنے کی تجویز کی۔ حضور اقدس رض کو اس تجویز کا علم ہوا تو حضور نے فرمایا، خدمتِ دین کا معاوضہ مناسب نہیں۔ اس سے قربانی کی روح سست پڑ جاتی ہے۔ خاکسار کو اس تجویز کا علم بعد میں ہوا۔ عرصہ بعد آپ نے اس زرّیں اصول کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ؎

خدمتِ دیں کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کو برطانوی دارالعوام میں وزیر ہند نے حکومت برطانیہ کی طرف سے اعلان کیا کہ ہندوستان کی آئینی ترقی کا مقصد نو آبادیات کے مساوی آزادی کا حصول ہوگا۔ اس منصوبہ کی تفاصیل کے متعلق رائے عامہ کا علم حاصل کرنے کے لئے وزیر ہند مسٹر مانٹیگو خود ہندوستان تشریف لائے۔ اور مع لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے ہند نمائندہ وفود کو اپنی تجاویز پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رض نے ایک ایڈریس آئندہ آئینی اصلاحات پر مشتمل تیار فرمایا۔ اور خاکسار کو اس کا انگریزی ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ ایڈریس سلسلہ احمدیہ کے ایک نمائندہ وفد کی طرف سے خاکسار نے وزیر ہند اور گورنر جنرل کی خدمت میں زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح رض پیش کیا۔ اسی شام حضور نے وزیر ہند سے ملاقات کی۔ اور خاکسار کو بطور ترجمان معیت کا ارشاد فرمایا۔ وزیر ہند نے دریافت کیا۔ جو ایڈریس سلسلہ احمدیہ کی طرف سے آج پیش کیا گیا تھا کس کا لکھا ہوا تھا؟ حضور نے فرمایا۔ میرا لکھا ہوا تھا۔ اس نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ وزیر ہند نے کہا۔ اس نے پڑھا بھی بہت خوب۔ وزیر ہند نے ایڈریس میں پیش کردہ تجاویز کی مناسبت کی تعریف کی۔ اور بعض کا ذکر کر کے کہا۔ یہ میں نے خاص طور پر اپنی ڈائری میں نوٹ کر لی ہیں۔ یہ صحبت گھنٹہ بھر جاری رہی۔

۱۹۱۸ء کی گرما میں حضور شملہ تشریف لے گئے کچھ عرصہ کے لئے خاکسار کو بھی طلب فرمایا۔ ایک روز حکومت ہند کے دفاتر کے ایک بنگالی سپرنٹنڈنٹ حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے حضور نے غلام کو ترجمانی کا ارشاد فرمایا۔ ان صاحب کے رخصت ہو جانے پر خاکسار کی ترجمانی کے متعلق خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا۔ یہ میرے منشا کو خوب واضح کر کے دلنشین کر دیتا ہے۔ غالباً اسی سال حضور نے نظام امارت جاری فرمایا۔ اور جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کو جماعت فیروزپور کا امیر مقرر فرمایا۔ اور دوسرا امیر اس خاکسار کو جماعت لاہور کا مقرر فرمایا یہ خدمت ۱۹۳۵ء تک خاکسار کے سپرد رہی۔

۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز کی ہندوستان تشریف آوری پر حضور نے "تحفہ شہزادہ ویلز" لکھا اور خاکسار کو اس کے انگریزی ترجمہ کا ارشاد فرمایا۔ چالیس سال بعد جب خاکسار اُمم متحدہ کی اسمبلی کا صدر تھا، ڈیوک آف ونڈسر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور خاکسار نے تحفہ ویلز کا ذکر کیا۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے کہا۔ وہ اب تک میرے پاس ہے۔

مالابار کے علاقے میں ایک برہمن سشن جج نے ایک احمدی مستغیث کے استغاثے کو اس بنا پر خارج کر دیا کہ احمدی مسلمان نہیں اور ملزمان کو بری کر دیا۔ مستغیث نے حکومت مدراس کو درخواست کی کہ سشن جج کے فیصلے کے خلاف حکومت ہائی کورٹ میں اپیل کرے۔ حکومت نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ متنازعہ مسئلہ مذہبی ہے۔ اور حکومت مذہبی مسئلے میں جانبداری مناسب نہیں سمجھتی (آگے مسلسل صفحہ ۹ پر)

"نور آتا ہے" نہ ہو غفلت شعار

از مکرم عبد الرحیم صاحب راٹھور۔ دار الہجرت۔ ربوہ

شکر للہ آگئی فصلِ بہار — سج گئے رنگیں گلوں سے کوہسار
وادیاں سرسبز و با رونق ہوئیں — نغمہ خواں ہے اپنی دھن میں آبشار
شور کیسا ہے فضاؤں میں سنو! — دلربا ہے آسمانوں کی پکار
کس کی تائید اور نصرت کے لئے — صف بصف کروبیاں ہیں باوقار
وہ انابیلیں سنواری دلہنیں — کس کی خاطر ہو رہی ہیں بے قرار
پیکرِ شوق مشعلیں روشن کئے — کس حسیں کا کر رہی ہیں انتظار
ان کو دے دو یہ نویدِ جانفزا — ہوگیا ہے مہرباں پروردگار
آگیا ہے وہ حسین و نازنیں — فضل کا شہزادۂ عالی وقار
اے خوشا! وہ امن کا پیغامبر — عالمِ روحانیت کا شہسوار
امنِ عالم کا پیام سرمدی — دے گیا ہے وہ بہادر شہریار
بڑھ رہا ہے پیار سب اقوام میں — ربطِ الفت ہو رہا ہے استوار
دین ہے اللہ کی خاطر فقط — جبر و اکراہ کی نہیں جائز بہار
امن کا گھر ہیں مساجد دوستو! — شوق سے آئے جو ہے تقویٰ شعار
کھول دو اپنے دلوں کی کھڑکیاں — "نور آتا ہے" نہ ہو غفلت شعار
ہوگئیں کافور سب تاریکیاں — صبحِ روشن ہو گئی ہے آشکار
مصلحِ موعود ظاہر کر گئے — عہدِ فاروقی کا چہرہ آبدار
وہ مثیلِ مہدیٔ موعود تھے — جانشیں کامران و کامگار
پا گئے شہرت وہ تا حدِ افق — کشتیٔ اسلام کی دریا سے پار

ان کی تربت پر ہزاروں رحمتیں
ہر گھڑی صبح و مسا لیل و نہار

— اس مرحلے پر مالابار کی جماعت نے مرکز سلسلہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ارشاد فرمایا کہ سیشن جج کے فیصلے کے خلاف مدراس ہائی کورٹ میں درخواست نگرانی داخل کی جائے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں درخواست نگرانی داخل کی گئی اور پختہ پیشی مقرر ہو گئی۔ حضورؓ نے پیروی کے لئے خاکسار کو ارشاد فرمایا۔ مسئلہ متنازعہ تو خاکسار کو کسی خاص دقت کا سامنا نہیں تھا۔ لیکن ایک امر پختہ طور پر سدِّ راہ تھا اور وہ یہ تھا کہ مدراس ہائی کورٹ کے سات ججوں پر مشتمل فل کورٹ کا متفقہ فیصلہ تھا کہ برّیت کے حکم کے خلاف ہائی کورٹ نگرانی کی درخواست پر غور نہیں کرے گی۔ ان حالات میں کوئی صورت درخواست نگرانی کی سماعت کی نظر نہیں آتی تھی۔ اجلاس میں مسٹر جسٹس اولڈ فیلڈ اور مسٹر جسٹس کرشنن شامل تھے۔ فریق مخالف کے سینئر وکیل مسٹر سی وریل نائر تھے جو اس وقت ہائی کورٹ میں گورنمنٹ پلیڈر تھے بعد میں علی الترتیب ایڈووکیٹ جنرل، جج ہائی کورٹ اور پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے رکن ہوئے۔ اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ مجھے بحث شروع کرنے کو کہا گیا۔ میں کھڑا ہوا اور ایک منٹ انتظار کی کہ وکیل مخالف عذر کریں گے کہ درخواست نگرانی قابلِ پذیرائی نہیں۔ لیکن اُن کی طرف سے کوئی جنبش نہ ہوئی۔ مجھے اطمینان ہو گیا کہ بفضل اللہ سیشن جج کا فیصلہ منسوخ ہو گا چنانچہ دن بھر کی بحث و سماعت کے بعد ایسا ہوا۔ فالحمد للہ

قادیان کی آبادی بڑھ رہی تھی ساتھ ہی زمین کی قیمتیں بھی بڑھ رہی تھیں۔ ایک بڑا رقبہ غیر مسلم مزارعان موروثی کے قبضہ میں تھا۔ یہ امر مستقبل قریب میں مشکل کا موجب ہو سکتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک غیر مسلم مزارعہ موروثی جس کے قبضہ میں باون ایکڑ زمین تھی لاولد مر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان اس رقبے کے مالکانِ اعلیٰ تھے۔ متوفی کے لاوارث ہونے کی صورت میں یہ رقبہ خاندان کی ملکیت قرار پاتا تھا۔ لیکن دو غیر مسلم متوفی کی وراثت کے دعویدار ہوئے اور معاملہ عدالتِ دیوانی میں گیا۔ دو سوال قابلِ تصفیہ تھے کیا مدعیانِ وراثت متوفی کے یکجدیان تھے اگر تھے تو مورث مشترک کسی وقت رقبہ متنازعہ پر قابض رہ چکا تھا؟ عدالتِ ابتدائی نے ان دونوں سوالوں کا جواب مدعیانِ وراثت کے حق میں دیا اور انہیں متوفی کا وارث قرار دیا۔ خاندان کی طرف سے اپیل کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ جج نے دونوں اُمور میں عدالت ابتدائی کے ساتھ اتفاق کیا اور اپیل خارج کر دیا۔ اس مرحلے پر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے خاکسار کو طلب فرمایا اور دریافت فرمایا کہ کیا چیف کورٹ میں اپیل کی گنجائش ہے؟ خاکسار نے گزارش کی کہ چیف کورٹ متعدد بار قرار دے چکی ہے کہ امر واقعہ کے متعلق اپیل در اپیل نہیں ہو سکتا خواہ ابتدائی اپیل کی عدالت نے صریح اور فاش غلطی کی ہو۔ اس معاملہ میں دونوں اُمور متنازعہ امور واقعہ ہیں۔ کوئی قانونی سوال حائل نہیں۔ اس لئے خاکسار کی دانست میں دوسری اپیل کی گنجائش نہیں۔ حضورؓ نے فرمایا یہی رائے اور وکیلوں کی بھی ہے لیکن میاں شریف احمد صاحب نے خواب میں دیکھا ہے کہ اپیل کیا گیا اور فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ چنانچہ اپیل دائر کر دیا گیا اور پختہ پیشی مقرر ہو گئی۔ جب سماعت کی تاریخ قریب آئی تو حضورؓ نے پھر خاکسار کو طلب فرمایا اور ارشاد ہوا معاملے کی اہمیت کے پیشِ نظر بعض احباب کی رائے ہے کہ سر محمد شفیع یا مسٹر بیٹمین کو وکیل کیا جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ محبت اور اخلاص جو کچھ کر سکتے ہیں محض لیاقت نہیں کر سکتی اس لئے میری رائے یہی ہے کہ تم بحث کرو۔ سماعت کے مرحلے پر فریق مخالف کی طرف سے دیوان سیتارام وکیل تھے جو ایک کہنہ مشق قانون دان تھے اور مجھ سے کئی سال سینئر تھے۔ بحث سماعت ہوتی اپیل منظور ہوا! فالحمد للہ

۱۹۲۴ء میں لندن میں ایک کانفرنس مذاہب قرار پائی۔ حضورؓ کو اس کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی کی دعوت دی گئی تھی۔ حضور نے قبول فرمالیا اس کانفرنس کے پیشِ نظر حضور نے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" تالیف فرمائی اور خاکسار کو اس کا انگریزی ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار ابھی ⅔ حصہ کا ترجمہ کر پایا تھا کہ خاکسار انگلستان کے سفر پر روانہ ہو گیا اور حضورؓ کی لندن تشریف آوری پر حضور کے ہمراہی خدام کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ حضورؓ نے جو مضمون کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے تیار کیا اس کا ترجمہ بھی خاکسار کے سپرد ہوا۔ حضورؓ کی تصنیف "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کی قبولیت کا اندازہ ایک اس واقعہ سے کر لیا جائے کہ کانفرنس کے دوران ایک روز ایک انگریز مسیحی پادری نے حضور سے مصافحہ کیا اور حضور کے دستِ مبارک کو تھامے ہوئے گزارش کی "میں نے کل سہ پہر آپ کی تصنیف یہاں دیکھ کر خریدی اور شام کے کھانے کے بعد اسے پڑھنا شروع کیا اور میری توجہ کو اس نے اس حد تک جذب کیا کہ میں تمام رات اسے پڑھتا چلا گیا اور صبح ہونے پر اس کا مطالعہ مکمل کر لیا"۔

کانفرنس میں حضور نے اپنا مضمون سنانے کا خاکسار کو ارشاد فرمایا۔ جب خاکسار مضمون پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو حضور نے کمال شفقت کے لہجے میں فرمایا "گھبرانا نہیں میں دعا کرتا رہوں گا"۔ آج چھتیس سال کے بعد بھی ان شیریں الفاظ کی پُرکیف لذت کی یاد میرے دل میں لطیف عطر کی خوشبو کی طرح مہک رہی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مضمون پوری توجہ اور انہماک سے سنا گیا۔ امپیریل انسٹی ٹیوٹ کا وسیع ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا خاموشی کا یہ عالم تھا کہ حاضرین گویا بے جان بُت تھے جو ہمہ تن گوش بن گئے تھے جب گھنٹہ بھر کے بعد اس عاجز کی آواز واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین کی پکار کے ساتھ تھمی تو ایسے محسوس ہوا گویا سمندر کا بند ٹوٹ گیا اور تمام ہجوم یکبارگی سٹیج کی طرف والہانہ جوش سے بڑھا تا ان مبارک ہاتھوں کی برکت سے فیضیاب ہو۔

لندن میں حضورؓ کی مصروفیت کا یہ عالم تھا کہ چند مختصر گھنٹے حضورؓ کو نیند اور آرام کے لئے میسر آتے تھے زیادہ وقت آپؓ کا ملاقاتوں میں صرف ہوتا تھا۔ ۱۹ر اکتوبر کو آپؓ نے لندن میں پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ اس مسجد کا افتتاح ۳ر اکتوبر ۱۹۲۶ء کو شیخ عبدالقادر صاحب نے کیا۔ دونوں مواقع پر مسلم اور غیر مسلم یورپین اور ایشیائی معززین کا ایک اجتماع عظیم ان مبارک تقریبوں میں شامل ہوا۔

ابھی حضور لندن ہی میں مقیم تھے کہ نعمت اللہ خان صاحب کی افغانستان میں امیر امان اللہ کے حکم کے ماتحت سنگساری سے شہادت کی اندوہناک خبر پہنچی حضورؓ کے اور حضورؓ کے رفقاء کی دلی کیفیت اس اندوہناک سانحے کی اطلاع ملنے سے جو ہوئی اُسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ESSEX HALL میں ایک احتجاجی جلسہ ڈاکٹر والٹر والش کی صدارت میں ہوا جس میں برطانیہ کے چیدہ رہنماؤں نے اس ظالمانہ بے رحمی سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے ننگِ انسانیت قرار دیا۔

جیسے حضورؓ نے خاکسار کو حکماً قانون کی پریکٹس کی طرف متوجہ کیا تھا ویسے ہی اب بھی حکماً بلکہ تعزیراً ملک کی سیاسی خدمت پر مجبور کیا اور ۱۹۲۶ء کے انتخابات میں خاکسار پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا رکن منتخب ہوا اور دوبارہ اور سہ بارہ بلا مقابلہ منتخب ہو کر ۱۹۳۵ء تک یہ خدمت سرانجام دی

۱۹۲۶ء میں تو خلافتِ ثانیہ کے ۵۲ سالوں میں سے صرف بارہ سال ہی گزرے تھے اور آفتاب خلافت ابھی نصف النہار کے کہیں قریب بھی نہیں پہنچا تھا اور یہ ذاتی حکایت اس قدر لذیذ ہے کہ باوجود انتہائی اختصار کے جس قدر وقت میں نے اپنے ذہن میں اس کے لئے تجویز کیا تھا اس سے زیادہ صرف ہو چکا ہے۔ اس لئے اب میں اس باب کو تہ کرتا ہوں اور مضمون کے دوسرے حصے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ لیکن اس میں بھی صرف سُرخیوں کا شمار ممکن ہے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

حضورِ اقدسؓ کے سوانح پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ احساس ہوتا ہے کہ آپؓ کا زمانۂ خلافت پانچ دس سالہ حصوں پر منقسم تھا۔ پہلے دس سال کے حصے میں حضورؓ کی توجہ جماعت کی دینی تربیت اور علمی ذہنی نشوونما کے علاوہ جو خلافت کے تمام دوران میں آپؓ کی اوّلین اور بالتواتر توجہ کے جاذب رہے اور جن سے کسی وقت اور کسی حالت میں بھی حضور ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے زیادہ تر جماعت کے استحکام اور غیر مبایعین کی معاندانہ سرگرمیوں کے ردّ اور مرکز مقام کی طرف لازماً مبذول رہی یہ دس سالہ عرصہ ۱۹۲۴ء میں ختم ہوا۔ اور اسی سال سفر یورپ کے ساتھ آپؓ کا دوسرا دس سالہ دور شروع ہوا۔ پہلے دور کا ایک نمایاں کارنامہ ملکانہ راجپوتوں کے علاقہ میں زور دار شدھی کی تحریک کا کامیاب مقابلہ اور اس تحریک کا کامل استیصال تھا۔ حضور کی حد درجہ دانشمندانہ اور دور بین قیادت اور جماعت کی طرف سے اعلیٰ درجہ پر فرمانبرداری اور قربانی کا نمونہ غیر احمدی سنجیدہ طبقات کی طرف سے خراج تحسین قبول کئے بغیر نہ رہے وللہ الحمد۔

دوسرے دس سالہ عرصہ میں "ننگِ انسانیت" کتاب بنام "رنگیلا رسول" کی اشاعت کے نتیجہ میں پیدا شدہ فتنے کا ہر [illegible] پہلو سے سدِّ باب حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نہایت ہی مستحسن کارنامہ تھا۔ حضور کی مساعی جمیلہ کے ذریعے ایک تو بانیانِ مذاہب کے ناموس کے تحفظ سے متعلق قانون کی عدالتی تشریح نے خاطر خواہ شکل اختیار کر لی۔ دوسرے اُس قانون کی ایسی ترمیم کر دی گئی جس سے آئندہ غلط تعبیر کا خدشہ نہ رہا۔ تیسرے آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح مبارک اور سیرتِ طیبہ پر ہندوستان کے طول و عرض میں ہر سال پبلک جلسوں میں مسلم اور غیر مسلم اصحاب کی طرف سے تقریروں کا منصوبہ تجویز کیا اور اس پر عمل جاری کیا۔ اس منصوبے کی کامیابی کے لئے مسلم اور غیر مسلم مقررین کی ایک فہرست تیار کی گئی

جن میں ۱۴۰۰ سے زائد اصحاب نے اپنے نام لکھوائے انہیں تقریروں کی تیاری میں مدد دینے کے لئے سیرۃ رسول اکرمؐ پر نوٹس تیار کئے گئے اور پانچ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر مقررین اور دیگر اصحاب کو ارسال کئے گئے "الفضل" کا ایک خاص سیرت نمبر ۲۰۰ صفحات پر مشتمل شائع کیا گیا جس کی وسیع اشاعت ہوئی۔ اس منصوبے کے سلسلے میں پہلے سال کے جلسے ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منائے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضور نے تمام بانیان مذاہب کی سیرت کے جلسوں کی بھی تحریک فرمائی۔ یہ دونوں تحریکیں نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہیں اور بین المذاہب تعلقات کی خوشگواری میں بہت ممد ہیں ان کا حلقہ بھی جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور وسعت کے ساتھ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ پچھلے سے پچھلے سال کینیڈا کے صوبے البرٹا کے شہر کیلگری کے جامعۃ العلوم میں خاکسار نے "یوم بانیان مذاہب" کی کانفرنس کی صدارت کی۔

۱۸۴۶ء میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے امرتسر کے معاہدے کی رو سے وادی کشمیر اور اس کے ملحق علاقوں کا نظم و نسق جموں کے ڈوگرہ راجہ گلاب سنگھ کے سپرد کر دیا۔ جس نے اقتدار سنبھالتے ہی ان تمام علاقوں کی مسلم آبادی پر مظالم کی وہ شدت عائد کر دی جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بیسویں صدی کے ابتدائی بیس سالوں میں وادی کشمیر کی مسلمان آبادی میں اپنے حقوق کی واگذاری کے متعلق کچھ حرکت شروع ہوئی جسے ریاست کے افسران نے زبردستی دبانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا اور پے در پے فسادات ہوتے گئے جس میں رعایا کا خاصہ جانی نقصان ہوتا گیا ۱۹۳۰ء میں ان ہنگاموں میں بہت سی جانیں تلف ہوئیں پنجاب کی مسلم آبادی بھی [illegible] ایک معتدبہ غیر کشمیری مسلمانوں کا [illegible] ان اندوہناک واقعات سے بہت متاثر ہوئی لیکن اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی دادرسی کا کوئی موثر ذریعہ نہ [illegible]۔ ۱۹۳۱ء کی ابتداء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جو کشمیری مسلمان آبادی کی خوشحالی میں بہت دلچسپی لے رہے تھے "الفضل" میں ایک سلسلہ مضامین کے ذریعے مسلمانان ہند کو توجہ دلائی کہ اپنی کشمیری مسلم آبادی کی مدد اور حمایت میں موثر قدم اٹھانا چاہئے۔ دریں اثناء کشمیر میں صورت حالات بد سے بدتر ہوتی گئی اور ۱۳ جولائی کے فسادات میں ۲۲ کشمیری مسلمان مارے گئے اور ایک کثیر تعداد زخمی ہوئی اس پر حضور نے ایک درجن کے قریب سرکردہ مسلمانوں کو ۲۵ جولائی کے دن شملہ میں مشورہ کے لئے جمع ہونے کی دعوت دی بعد مشورہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا انعقاد عمل میں آیا اور اراکین کمیٹی کے متعدد شدید اصرار پر حضور نے ایک سال کے لئے کمیٹی کا صدر بننا منظور فرمایا۔ آپؓ کی زیر صدارت اور ہدایات کے مطابق جو کارہائے نمایاں کمیٹی اور اس کے مخلص اور جاں نثار کارکنان نے بفضل و تائید الٰہی سرانجام دئے ان کی زریں تفاصیل کے رقم کرنے کے لئے ایک ضخیم سفر درکار ہے۔ سال کے بعد کمیٹی کے اراکین کمیٹی بہ شدت مصر ہوئے کہ حضور اپنی صدارت کو جاری رکھیں اور حضورؓ نے ایک سال کے لئے مزید صدارت کے فرائض کو سرانجام دینا منظور فرما لیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس سلسلے میں آپؓ کی مساعی جمیلہ مسلم اہالیان کشمیر کی [illegible] کا موجب ہوئیں۔

کشمیر [illegible] انعقاد سے کچھ عرصہ قبل پنجاب میں [illegible] سیاسی [illegible] پارٹی بنام احرار قائم [illegible] جس کے بانیوں کا واحد مقصد ذاتی [illegible] خود نمائی [illegible] سلسلہ احمدیہ کی مخالفت [illegible] کے ذریعے عامۃ المسلمین کی تائید حاصل کرنا [illegible] کشمیر کمیٹی کے انعقاد کے ساتھ [illegible] احرار [illegible] دو نمائندے [illegible] کے لئے نامزد کر دیں۔ لیکن [illegible] احرار کو یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔ اول اول تو احرار کشمیر کمیٹی کی سرگرمیوں سے لاپرواہ رہے لیکن جب محسوس کیا کہ کمیٹی کی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں اور عامۃ المسلمین انہیں بنظر استحسان دیکھ رہے ہیں تو احرار بھی میدان میں نکل آئے اور اپنی شر آمیز اور کوتاہ بین روش سے کمیٹی کی مساعی اور [illegible] کے حیرت انگیز نتائج کو مخدوش کرنے میں اپنی طاقت صرف کرنے لگے۔ ایک موقعہ پر سردار سکندر حیات خان صاحب چیف منسٹر پنجاب نے کشمیر کمیٹی اور مجلس احرار کے درمیان مفاہمت کی غرض سے حضورؓ اور چوہدری افضل حق صاحب صدر مجلس احرار کو اپنے یہاں دعوت دی۔ دوران گفتگو چوہدری افضل حق صاحب نے بڑے جوش سے حضور کو مخاطب کر کے کہا صوبائی انتخابات میں جماعت احمدیہ نے میری [illegible] کے جذبہ حرارت [illegible] کو اپنا مقصد [illegible] رکھا ہے۔ حضور اس لاف زنی پر مسکرائے اور فرمایا "چوہدری صاحب ہمارا دعویٰ ہے کہ سلسلہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اگر ہم اس دعویٰ میں [illegible] ہیں تو آپ کو کسی تردد کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ خود اسے برباد کر دے گا اور اگر ہمارا دعویٰ سچا ہے اور یقیناً سچا ہے تو ایک نہیں ہزار تو کیا اگر دنیا کی تمام مجالس اور تمام حکومتیں اس سلسلے کو برباد کرنے کا تہیہ کر لیں اور اپنی تمام مساعی اس مقصد کے حصول کے لئے وقف کر دیں تو سلسلے کو کچھ گزند نہیں پہنچا سکیں گی۔

احرار کی سرگرمیوں اور معاندانہ عزائم میں وسعت ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ان کی طرف سے ایک نام نہاد تبلیغی کانفرنس کے منصوبہ کا اعلان کیا گیا جو قادیان کے نواح میں منعقد کی جانے والی تھی۔ اس کانفرنس کی غرض محض فتنہ و فساد تھی لیکن باوجود اس کے صوبے کی حکومت نے اس کی اجازت دے دی۔ پنجاب کے گورنر ان دنوں سر ہربرٹ ایمرسن تھے جنہیں اپنی قابلیت اور خود بینی پر بہت ناز تھا۔ انہیں ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق یہ شکوہ تھا کہ حضورؓ نے ایک دینی راہنما ہوتے ہوئے کشمیر کے معاملات میں کیوں عملی دلچسپی لی اور بحیثیت صدر کشمیر کمیٹی مہاراجہ کشمیر کی حکومت کو مشکلات میں الجھا دیا اور اس سے بڑھ کر انہیں یہ بے جا خدشہ تھا کہ سلسلہ احمدیہ کا نظام حکومت در حکومت کی حیثیت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے جو مستقبل قریب میں حکومت کے لئے سنجیدہ مشکلات پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

قادیان کے نواح میں احرار کی کانفرنس قادیان کے امن کے تحفظ کے متعلق پریشانی کا موجب تھی۔ چنانچہ ناظر صاحب امور عامہ نے قریبی جماعتوں کے نام چٹھیاں لکھیں کہ وہ ان ایام میں حفاظت کے انتظام کے لئے رضاکار قادیان بھیج دیں ان چٹھیوں کا علم ہونے پر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گورداسپور قادیان آئے اور ناظر صاحب امور عامہ کو یقین دلایا کہ حکومت کی طرف سے قادیان کی حفاظت کا پورا انتظام کیا جائے گا اس اطمینان دہی پر ناظر صاحب امور عامہ نے اپنی چٹھیاں منسوخ کر دیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس مفاہمت کی اطلاع فوری طور پر گورنر صاحب کو نہیں پہنچی جو اس تمام معاملے میں بہت دلچسپی لے رہے تھے انہوں نے ان چٹھیوں کا عذر کر کے کریمنل لا امینڈمنٹ کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح کے نام نوٹس بھجوا دیا کہ کانفرنس کے ایام میں نہ کسی احمدی کو قادیان آنے کی دعوت دی جائے نہ کسی آنے والے کی رہائش یا طعام کا انتظام کیا جائے وغیرہ۔ حضور نے اس ناواجب نوٹس کو بے جا شمار کرتے ہوئے سلسلہ کی ہتک قرار دیا اور اپنے متواتر تین چار خطبات جمعہ میں حکومت کے بے جا اقدام پر کڑی نکتہ چینی کی۔ ضلع کی طرف سے C.I.D کے دو موٹر سائیکل سوار کارکن خطبہ سننے کے لئے آتے جنہیں حضور کی ہدایت کے ماتحت حضور کے بالکل قریب بیٹھنے کی سہولت مہیا کی جاتی وہ خطبے کی مکمل رپورٹ ایک گھنٹے کے اندر ضلع پہنچاتے اور فوراً ہی انگریزی میں ترجمہ ہو کر رپورٹ گورنر صاحب کی خدمت میں بھیج دی جاتی اور اس طرح ہفتہ کی صبح کو گورنر صاحب اس کا مطالعہ کرتے کچھ مدت بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم سے کہا آپ کی جماعت کے امام نہایت فہیم اور نکتہ رس ذہن کے مالک ہیں ان کے خطبات میں حکومت کے اقدام پر نہایت سخت تنقید ہوتی ہے۔ لیکن جوش میں بھی کوئی ایسی بات منہ سے نہیں نکلتی جس پر قانونی گرفت ہو سکتی۔ آخر گورنر صاحب نے ایک مخلص خادم سلسلہ کی وساطت سے حضور سے مصالحت چاہی اور صوبائی حکومت کے ہوم سیکرٹری نے حضور کی خدمت میں چٹھی لکھی جس میں حضورؓ کے نقطہ نظر کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت کے اقدام پر اظہار افسوس کیا اس پر حضور نے اپنے خطبے میں اعلان فرمایا کہ چونکہ حکومت نے میرے نقطہ نظر کی صحت کو تسلیم کر لیا ہے اس لئے اس موضوع پر اب کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔

احرار کانفرنس میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف بہت زہر اگلا گیا تھا جس کا ایک نہایت خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ حضور نے اپنے ۲۳ اور ۳۰ نومبر اور ۷ دسمبر کے خطبات جمعہ میں تحریک جدید کا اعلان فرمایا اور پہلے سال کے اخراجات کے لئے ۲۷ ہزار روپے طلب فرمائے جماعت نے تحریک کا والہانہ خیر مقدم کیا اور ایک لاکھ سات ہزار روپیہ پہلے سال کے اخراجات کے لئے پیش کر دیئے تحریک کی سرگرمیوں کے نیک نتائج آج چار دانگ عالم کے مختلف [illegible] کی شکل میں آپ کے سامنے ہیں تحریک کا بجٹ ۲۷ ہزار سے بڑھتا ہوا امسال انشاء اللہ ۲۷ لاکھ تک پہنچنے والا ہے فللہ الحمد

اب وقت ختم ہونے والا ہے اور [illegible] کا ابھی تیسرا حصہ بھی ختم نہیں ہو سکا۔ نظام جماعت میں مجلس شاورت کا قیام ذیلی تنظیموں کا قیام۔ تعلیمی اداروں میں تعلیم الاسلام کالج جامعہ احمدیہ۔ [illegible] کی اعلیٰ تعلیم۔ [illegible] تقاریر قرآن کریم کی تفسیر [illegible] خلافت جوبلی کا انعقاد ربوہ کا قیام ۱۹۵۳ء [illegible] کوئی [illegible] اور [illegible] زندگی کا [illegible] تا ابد آپ کی یاد تازہ رکھے رہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

[illegible] وسلم [illegible] مسیحک الموعود والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مصلح موعودؓ — اور — میرے مشاہدات

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ والد ماجد حضرت سیدنا فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ کو مجھے ہوش کی عمر میں تیرہ چودہ سال بالکل قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا آپؓ کی سیرت کے ہر درخشندہ پہلو پر یہ مصرعہ صادق آتا ہے کہ:

کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

(۱)

تقسیم برّصغیر ۱۹۴۷ء میں پہلے ممکن الوقوع اور پھر قریب الوقوع تھی بعد ازاں یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا۔ حضورؓ دیکھ رہے تھے کہ برّصغیر کی آزادی کو قریب پاکر کس طرح اہل ایمان ملک کے مختلف گروہ، اہل مذاہب اور اقوام مشتعل ہوکر ایک دوسرے کے خلاف منصوبہ بند ہو رہے ہیں۔ اور جارحیت اختیار کر رہے ہیں۔ آپؓ یہ احساس رکھتے تھے کہ اس ردّ و بدل کے نتیجہ میں عصمتوں کی بے حرمتی، اموال و املاک کی غارتگری اور نفوس حتیٰ کہ معصوم بچوں تک کا اہلاک ایک معمولی بات ہوتی ہے اور حکومتی انتظام و انصرام کا کوئی جزو عملاً باقی نہیں رہ جاتا۔ ایسی تہلکہ خیزیاں گل کھلا رہی تھیں اس وقت حضورؓ نے ایک خطبہ میں بیان فرمایا تھا کہ مستقبل کے متعلق مجھے جو کچھ معلوم ہے میں اس کو اپنے ذمہ دار ساتھیوں تک سے مخفی رکھتا ہوں اور سارے درد کو اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ اگر میں اس کا ایک ذرا سا حصہ ظاہر کر دوں تو آپ میں سے کتنے ہی لوگوں کے دل فیل ہو جائیں گے۔

۲۹ رمضان المبارک (۱۷ اگست) کو آپؓ اپنے معمول کے مطابق دعائے ختم درس القرآن کے موقعہ پر اجتماعی دعا کرانے کے لئے تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپؓ کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اس وقت دعا کرائی۔

میری والدہ ماجدہؓ کی رہائش دار المسیح کے اس مسقف چوبارہ میں تھی جو مسقف مسجد مبارک سے ملحق جانب شمال ہے۔ اندرون دار المسیح سے حضرت والدہ ماجدہ والے حصہ میں اس روز کئی بار جاتے ہوئے بیت الدعا کے زنانہ دروازہ سے جو کھلا تھا (اب چند سال سے بند کر دیا گیا ہے) میری نظر اندر جاتی تھی اور میں دیکھتا کہ حضرت والد صاحبؓ بیت الدعا میں لیٹے ہوئے نہایت کرب و اضطراب اور تضرع و ابتہال سے آستانہ الٰہی پر دعاؤں میں مصروف ہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہے۔ یہ حالت کئی روز تک جاری رہی۔ کیا ہی بے مثال درد تھا، بہی خواہی تھی!!

حضورؓ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اولو العزم اور مرد آہن تھے، آپؓ ہرگز پژمردہ، درماندہ اور شکست خوردہ نہیں ہوئے اور مرکز قادیان اور سلسلہ احمدیہ کے لئے جو کچھ ضروری تھا، تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے باحسن طریق اور نہایت کامیابی و کامرانی سے سرانجام دیا۔

(۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی غرض و غایتِ زندگی آپؓ کی ولادت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہو چکی تھی کہ اشاعت اسلام ہے اور اس کے فضل سے بچپن ہی سے یہ جذبہ آپؓ کے قلب صافی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہی اشاعتِ اسلام کے لئے نوجوانوں کو تیار کرنے کے لئے آپؓ نے ایک انجمن بنام "تشحیذ الاذہان" قائم کی اور پھر اسی نام کا ایک رسالہ بھی جاری فرمایا جس کو جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ (بعدہٗ سربراہ غیر مبائعین) نے نہایت قابل قدر اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بیّن دلیل قرار دیا۔ آپ نے ایک نوجوان کو جامعہ ازہر مصر میں خلافت اولیٰ کے دوران عربی تعلیم دلوانے کا اہتمام فرمایا۔

آپؓ کے اپنی خلافت کے دوران متعدد بار تحریک وقفِ زندگی کرنے پر بہت سے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کیں اور قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۳۴ء میں جب ایک بھاری کوشش جماعت احمدیہ کا قافیہ حیات تنگ کرنے کی کی گئی۔ اس وقت کی تحریک وقف پر حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز جیسے سربکف مجاہد نے زندگی وقف کی اور سنگاپور کی جماعت آپ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ میدانِ تبلیغ میں ہی اس سرفروش نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

حضورؓ واقفین زندگی سے اپنی اولاد جیسا پیار کرتے تھے آپؓ نے ایسے طریقے اپنائے کہ ان واقفین کی ایک ایک کی نگرانی ہو سکے اور وہ قضائی اور انتظامی اور علمی اور اخلاقی اور روحانی طور پر باحسن طریق تربیت پائیں۔ چنانچہ یہ افراد نتیجۃً جفاکش، صبر کرنے والے، بیدار مغز، معاملہ فہم اور منتظم ثابت ہوئے، مشاورت میں ان کو شامل کیا اور ان میں سے بعض کے سپرد بعض اُمورِ مشاورت میں پیش کرنے کئے گئے۔ ان میں خود اعتمادی، خودداری، کفایت شعاری، توکّل اور سلسلہ سے وفاشعاری کے اوصافِ حمیدہ اُجاگر کئے۔

اکرموا اولادکم کے مطابق آپؓ ان کا اکرام نہ صرف خود کرتے تھے بلکہ دوسروں سے بھی کرواتے تھے۔ ایک واقفِ زندگی کے رشتہ کی تحریک آپؓ نے لاہور کے ایک معزز احمدی گھرانے میں کی۔ لیکن اس خاندان نے غالباً ظاہری عزّت کے مدنظر یہ تحریک قبول نہ کی اس بے قدری کا ثمرہ اس خاندان کو یہ ملا کہ اس بچی کا رشتہ جہاں ہوا، قائم نہ رہ سکا اور اس جوڑے میں علیحدگی ہو گئی۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے یہ جلوہ بھی دکھایا کہ ایک بزرگ جو گزیٹیڈ آفیسر رہے تھے اور بعد میں مرکز میں ایک معزز عہدہ پر سرفراز رہے انہوں نے اس نوجوان کے بارہ میں تحریک کو قبول کیا ان کی ازدواجی زندگی بہت ہی مبارک ثابت ہوئی۔ اس نوجوان کو اب تک خدمتِ سلسلہ کی توفیق مل رہی ہے اور اس جوڑہ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا۔

(۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ آپؓ با اصول تھے اور آپؓ کا تول اور ناپ کا پیمانہ اپنوں اور دوسروں کے لئے ایک تھا اس بارہ میں ایک واقعہ بیان کر دینا مناسب ہے۔ ایک دفعہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے موسم گرما میں ڈلہوزی میں مقیم تھے۔ حضورؓ بھی وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے حضورؓ سے ذکر کیا کہ میں مولوی محمد علی صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ اگر آپ ان سے اس لئے ملاقات کرنا چاہتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کے قدیم کے زمانہ میں وہ جماعت احمدیہ سے وابستہ تھے اور قدیمی تعلق رکھتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ لیکن اگر آپ کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے اور ان کے مابین جو مسائل متنازعہ فیہ ہیں، اس میں بحث کرنے کے لئے آپ ان کو آمادہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہرگز روا نہیں۔ کیونکہ ان کے ہم مرتبہ لوگ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ جیسے ہیں وہ ان سے ایسی بات کر سکتے ہیں۔ البتہ آپ بعد کی نسل کے افراد سے ایسا مطالبہ کریں تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

(۴)

حضورؓ کی غذا نہایت سادہ تھی اور بہت قلیل مقدار میں ہوتی تھی۔ اس کے مقابل اگر آپ کی انتہائی محنت والی، مختلف النوع کاموں سے معمور زندگی پر اگر ہم نظر ڈالیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ خاص تائید و نصرتِ الٰہی ہر آن آپؓ کے شاملِ حال رہتی تھی جو یہ کام انجام پاتے رہے۔

میری والدہ ماجدہؓ کے گھر میں جب باری ہوتی تھی تو میں نے دیکھا ہے کہ رات گئے تک حضورؓ ڈاک دیکھنے یا مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ نماز تہجد اور نماز فجر ادا کرکے کسی قدر آرام فرمانے کے بعد آپؓ پھر دینی کاموں میں مشغول ہو جاتے۔ آپ کی نیند بہت مختصر تھی۔

(۵)

آپؓ نے اپنی طرف سے اپنی ساری اولاد کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا اور بچپن سے ان کی تربیت اسی نقطۂ نگاہ سے کی۔ سادہ زندگی گزارنے، خوب محنت و مشقت کرنے کھیلوں میں تیراکی، گھوڑ سواری اور نشانہ بازی کی ٹریننگ خاندانی روایات کے مطابق قریباً سب بچوں کو دلوائی۔

(۶)

اپنی بیٹیوں سے آپؓ کا سلوک بے حد پیار، محبت اور شفقت کا رہا۔ جو درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے عین مطابق تھا۔

(۷)

اکرامِ ضیف کی تربیت بچپن سے ہم سب کو ملتی رہی۔ دار المسیح بالخصوص جلسہ سالانہ کے ایام میں مہمانوں سے پوری طرح بھرا رہتا تھا گھر میں ہماری ساری مائیں اور ساری بہنیں جلسہ سالانہ کی کسی نہ کسی ڈیوٹی پر متعین ہوتیں مہمانوں کی دلداری ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھنا، اس طرف ہمیں بار بار توجہ دلاتے رہتے۔

(۸)

مجھے شادی کے لئے صرف دو ہفتہ کا ویزا ملا جب میں دہلی سے ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو لاہور ہوائی اڈے پر پہنچا ہوں تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ اس عاجز کی خاطر حضورؓ ربوہ سے لاہور تشریف لائے ہیں آپؓ نے میرا استقبال کیا۔ گلے لگایا۔ آپ میری والدہ محترمہ اور میرے چھوٹے بھائی عزیز نعیم احمد صاحب کو بھی ساتھ لائے تھے آپ سے ہیں کہ پھر اسی روز ربوہ پہنچا یہ اکرموا اولادکم کے ارشاد نبوی کی تعمیل تھی۔

(باقی ص۱۲ پر دیکھئے)

پیشگوئی مصلح موعودؓ مذہبی اور تاریخی حقائق کے آئینہ میں

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم شاہجہانپور

پیشگوئی مصلح موعود عصر حاضر میں جس عجیب و غریب انداز سے پوری ہوئی اور اس کی آن بان عظمت و شوکت نے تمام مذاہب اور سماجی نظاموں پر جس انداز سے تاریخی حجت ملزمہ پوری کی ہے اس پر طائرانہ نگاہ ڈالنے سے ہی انسانی فطرت پکار اٹھتی ہے کہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کہ خود اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتر کر اپنا چہرہ دکھایا ہے۔

ہزاروں سال قبل

حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں سال سے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی منادی کرتا چلا آرہا ہے چنانچہ آج سے ہزاروں سال قبل بنی اسرائیل کے سامنے یہ منادی کی گئی تھی کہ مسیح موعود کے انتقال کے بعد اس کا فرزند اور پوتا اس کی آسمانی بادشاہت کا وارث ہوگا (طالمود باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لنڈن از جوزف باروکلے)

جب نعمت نبوت بنی اسماعیل کی طرف منتقل ہوئی تو سید و لد آدم خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق یہ پرعظمت خبر دی تھی کہ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسٰی) یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کی خاص اولاد ہوگی صاف ظاہر ہے کہ محض شادی اور اولاد کا وجود تو کسی مامور من اللہ کی سچائی پر برہان نہیں بن سکتا جب تک یہ دونوں امور اپنے اندر بھاری نشان نہ رکھتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ جب اپنے برگزیدہ لوگوں کو اولاد کی بشارت دیتا ہے تو وہ اولاد نیک اور صالح ہی ہوا کرتی ہے۔

پیشگوئی کا پس منظر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ کا مصداق ہوتا تھا۔ چنانچہ حضور پرنور کی اس پیشگوئی "يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ" میں بھی یہ حقیقت پوری شان کے ساتھ مرصع دکھائی دیتی ہے۔ ان مقدس الفاظ میں درحقیقت پیشگوئی مصلح موعود کا پاکیزہ ماحول بھی بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی ایک موعود بیوی ہوگی اور اس سے مبشر اولاد و نسل ہوگی جو قیامت تک سرسبز رہے گی اور اس مبشر اولاد میں سے ایک پسر موعود ہوگا جس کی منادی پہلے سے بنی اسرائیل میں کردی گئی ہے۔

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں، نبیوں اور رسولوں کو مبشر اولاد کی خبر دیا کرتا ہے مگر کثرت نسل کے اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خاص امتیاز حاصل ہے لہذا يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ کے الفاظ میں اشارۃ النص کے طور پر مسیح موعود کو مثیل ابراہیم بھی قرار دیا گیا ہے جس کا پرعظمت ثبوت یہ بھی ہے کہ امت محمدیہ کو پانچوں نمازوں میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بار بار یہ دعائیں کرتے رہیں کہ اے اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اس قسم کی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جس قسم کی رحمتیں اور برکتیں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل فرمائیں اب اگر کوئی ابراہیم ثانی اور اس کی آل دنیا میں آنے والی ہی نہ تھی تو نمازوں میں یہ حکم ہی کیوں دیا گیا جس کا اوپر ذکر کر دیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی وہ قربانی ایک نہایت پرعظمت اور مثالی قربانی تھی جو بے آب و گیاہ وادی مکہ میں کی گئی۔ لہذا مصلح موعودؓ میں اسمٰعیلی صفات بھی پائی جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصلح موعودؓ کے ظہور سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس قسم کے الہامات نازل ہوتے تھے مثلاً

يَخْرُجُ هَمُّهٗ وَغَمُّهٗ دَوْحَةُ اِسْمٰعِيْل یعنی مسیح موعود کا ہم و غم ایک اسمٰعیلی درخت کو کھڑا کرے گا۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ۔ (تذکرہ)

جس کے مطابق بے آب و گیاہ وادی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ربوہ جیسے مقدس شہر کا قیام اسلام کے تبلیغی اہم مرکز کے طور پر عمل میں آیا آج جبکہ یہ تمام باتیں روز روشن کی طرح منصہ شہود پر آچکی ہیں تو ان کو پیش کرنا بالکل آسان ہو گیا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو پیشگوئی مصلح موعود کا یہ ماحول نہایت لطیف انداز سے يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ کے الفاظ میں پنہاں دکھائی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر مشرق علامہ اقبال کی فطرت انکار احمدیت کے باوجود پکار اٹھی تھی کہ ؎

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

پیشگوئی مصلح موعودؓ اور بزرگان امت

بلاشبہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا انکشاف جس مشرح و بسیط اور تفصیلی وضاحت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مگر امت محمدیہ کے بزرگان کرام کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ مختلف مقامات اور مختلف اوقات میں اس پرعظمت پیشگوئی کا اعلان کرواتا رہا ہے چنانچہ روم کے مولانا جلال الدین صاحب رومی نے مثنوی مولانا روم دفتر ششم صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ کانپور اور ہندوستان کے حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے اربعین فی احوال المہدیین [illegible]

"پسر رشس یادگار ے بینم"

اور سپین کے حضرت محی الدین ابن عربی رح "فتوحات مکیہ" بحوالہ [illegible] (آغا عبد العزیز فاروقی) نے کشفی آنکھ سے اس موعود کو دیکھا اور اپنے اپنے زمانہ میں اس موعود کی خبر دیتے رہے بلکہ پانچویں صدی ہجری کے شامی بزرگ حضرت امام یحییٰ بن عقب نے تو کھلے الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ ؎

وَمَحْمُوْدٌ سَيَظْهَرُ بَعْدَ هٰذَا
وَيَمْلِكُ الشَّامَ بِلَا قِتَالِ

یعنی مسیح موعودؑ کے خلیفہ اول کے بعد محمود مسند خلافت پر رونق افروز ہوگا اور اسی کے ذریعہ سے شام میں اسلام کی فتوحات ہوں گی اسی طرح بعض ائمہ شیعہ کو بھی بتایا گیا کہ ایک آنے والے موعود کا اسم گرامی "محمود" ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ [illegible])

بہرحال مختلف زمانوں اور مختلف ممالک میں امت محمدیہ کے بزرگان بھی اعلام الٰہی کے مطابق پیشگوئی "مصلح موعود" کی منادی کرتے رہے ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعودؓ اور اہل ہنود

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے ذریعہ سے اہل ہنود پر بھی نہایت عظیم الشان رنگ میں اتمام حجت ہوئی۔ اس تقریب کا آغاز اس طرح ہوا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مارچ ۱۸۸۵ء میں اللہ تعالیٰ سے حکم پاکر مجدد وقت اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس عظیم الشان دعویٰ کے ساتھ مذاہب عالم کے سربرآوردہ لیڈروں اور مقتدر راہنماؤں کو ایک اشتہار کے ماتحت نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بن کر ایک سال تک قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کرلیں گے اور اگر ایک سال رہ کر بھی وہ آسمانی نشان سے محروم رہیں تو انہیں دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ بطور حرجانہ یا جرمانہ پیش کیا جائے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱)

اس عظیم الشان اعلان کے بعد اگست ۱۸۸۵ء میں قادیان کے دس ہندوؤں نے (جن میں لالہ شرمپت رائے و ملاوامل وغیرہ شامل تھے) حضور پرنور کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ ہم آپ کے ہمسایہ اور آپ کے دیرینہ واقف ہیں دور والوں کی نسبت آسمانی نشان دیکھنے کے زیادہ حقدار اور مشتاق ہیں پس ہمیں نشان دکھایا جائے۔ سعادت ازلی تو خدا تعالیٰ کی توفیق سے اور فضل سے عطا ہوتی ہے اور ایمان کو شرط قرار دینا ہم سے موقوف ہے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم پر جیسی کچھ ہم پر بیتی اس کو ہم سچائی سے بیان کریں گے اور ہم جو نشان آپ سے بچشم خود مشاہدہ کریں گے۔ اخبارات میں بطور گواہ اسے شائع کرادیں گے اور آپ کی صداقت کی حقیقت کو حتی الوسع اپنی قوم میں پھیلائیں گے (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۴) بعدہٗ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلام الٰہی کے مطابق ہوشیارپور میں جاکر چلہ کشی کی اور اس کے بعد ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو (ایک سال کے اندر) پیشگوئی پسر موعود کو الہام ہی کے مطابق بڑی تفصیل و وضاحت کے ساتھ شائع فرما دیا مگر قادیان کے ہندوؤں نے تحریری وعدہ اور حلفیہ بیان کے باوجود اس نشانِ رحمت کے بالمقابل خاموشی اختیار کرلی۔

روزِ اوّل سے لاجواب نشان

اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ پیشگوئی "پسر موعود" اپنی تاریخی اشاعت سے ہی درحقیقت ایک لاجواب نشانِ آسمانی کی حیثیت رکھتی تھی۔ کیونکہ پیشگوئی پسر موعود کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ:۔

"اے منکرو! اور اے حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہ پیش کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

پس قادیان کے ہندوؤں کا فرض تھا کہ اپنی حلف اور تحریر کے مطابق یا تو اس نشانِ رحمت کی صداقت کو قبول کر لیتے یا اپنے میں سے کسی کو کھڑا کرتے جو بالمقابل "پسر موعودؓ" کے نشان کی مانند نشان پیش کرنے کا مدعی ہوتا مگر وہ لوگ بالکل خاموش ہو گئے اور اپنی حلف اور تحریر کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔

پیشگوئی کا منفی پہلو

مندرجہ بالا تحریر میں پیشگوئی مصلح موعود کا درحقیقت منفی پہلو بھی بیان کیا گیا ہے اس کے مقابل پر قادیان کے مذکورہ ہندوؤں میں سے تو کوئی کھڑا نہ ہوا۔ لیکن اس پہلو سے بھی پیشگوئی کی صداقت کو چار چاند لگانے کے لئے بعض مخالفین کھڑے ہو گئے جن میں سے ایک سعد اللہ صاحب لدھیانوی نومسلم تھے انہوں نے ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت مخالفت شروع کر دی اور دوسری جانب "پسر موعودؓ" کی پیشگوئی کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ہاں اعلیٰ اولاد کے لئے بھی بڑی دعائیں کیں اور ایک ناپاک تحریر میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابتر بھی کہا۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"لئے سعد اللہ تو تعجب ہے
خدا سے لڑ رہا ہے بخدا مجھے اسی وقت
۲۹ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ
الہام ہوا ہے کہ اِنَّ شَانِئَکَ
ھُوَ الْاَبْتَر اس الہامی عبارت
کا ترجمہ یہ ہے کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر
کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا
سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا
منقطع ہو جائے گا ایسا ہرگز نہیں
ہوگا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔"

(انوار الاسلام حاشیہ بابت ۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء)

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور پیشگوئی کے عین مطابق حضرت اقدسؑ کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے مگر سعد اللہ کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئے اس سے پہلے کا ایک محمود نامی لڑکا سعد اللہ کا زندہ تھا۔ جس کی شادی اٹھائیس سال کی عمر میں کرنے کا اس نے اہتمام کیا تھا۔ مگر اس کی شادی میں شریک ہونے کا موقعہ اس کو خدا نے نہ دیا۔ اس شادی سے قبل ہی ۳ر جنوری ۱۹۰۷ء کو وہ طاعون سے ہلاک ہوا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ نے اس کے لڑکے کی دوسری شادی بھی کروائی مگر اس کے ہاں اولاد کسی بیوی سے بھی نہ ہوئی۔ بالآخر وہ لڑکا خود بھی ۱۲ر جولائی ۱۹۲۰ء کو اپنے باپ کی طرح ابتر مر گیا۔ پس پیشگوئی مصلح موعودؓ منفی پہلو کے اعتبار سے بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی آئی ہے۔

صاحبزادی عصمت اور بشیر اوّل کی ولادت اور وفات

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی عظیم الشان پیشگوئی کے بعد ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

"ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹
برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا
خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس
عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۔۔)

۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار "صداقت آثار" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جناب الٰہی کی طرف توجہ کرنے پر اس حقیقت کا انکشاف فرمایا کہ:۔

"ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے
والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز
نہیں کر سکتا تاہم یہ ظاہر نہیں کیا گیا
کہ جواب پیدا ہوگا وہ یہی پسر موعود ہے
یا وہ اور کسی وقت میں نو برس کے عرصہ
میں پیدا ہوگا۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۷۶)

پیشگوئی مصلح موعود کی اشاعت کے ساتھ ہی پنڈت لیکھرام اور دوسرے مخالفین کی جانب سے مخالفت اور استہزاء کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ یہ لوگ جونکہ ابھی جاری ہی تھی کہ ۱۵ر اپریل ۱۸۸۶ء کو صاحبزادی عصمت پیدا ہو گئیں جس پر ہندوؤں اور عیسائیوں کی جانب سے طوفانِ بے تمیزی برپا کیا گیا کہ پیشگوئی غلط نکلی کیونکہ لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر صاف طور پر "پسر موعود" کے لئے نو سالہ میعاد مقرر فرمائی تھی۔ اور اسے موجودہ حمل سے مخصوص نہیں کیا تھا۔

یہ مخالفت ابھی جاری تھی کہ سوا سال بعد اس الٰہی خبر کے عین مطابق جو حضورؑ نے ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء میں شائع فرمائی تھی۔ ۷ر اگست ۱۸۸۷ء کو بشیر اوّل کی پیدائش ہوئی۔ بشیر اوّل ۴ر نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہوئے اور مخالفین کو پھر ہنگامہ آرائی کا موقعہ ہاتھ آگیا بالخصوص اس موقعہ پر پنڈت لیکھرام نے انتہائی گندہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے جواب میں حضورؑ نے سبز اشتہار (مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) شائع فرمایا جس میں حضورؑ نے چیلنج دیا کہ وہ ہمارے اشتہارات میں سے کوئی ایسا حرف پیش کر دکھائیں جس میں دعویٰ کیا گیا ہو کہ مصلح موعودؓ اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا ہے اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی بھی مخالف کو جرأت نہ ہوئی۔

سبز اشتہار میں حضورؑ نے پسر موعود کو خدائی الہام کے مطابق بشیر ثانی اور محمود اور مصلح موعود کے نام سے یاد کرتے ہوئے بڑی تحدی کے ساتھ لکھا۔

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام
نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا
جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ
اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔
پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے
کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور
پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں
پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

نیز فرمایا کہ:۔

"سو دوسرے لوگو! جنہوں نے
ظلمت کو دیکھ لیا حیرانی میں مت پڑو
بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو اس
کے بعد اب روشنی آئے گی۔"

(سبز اشتہار)

پیشگوئی پسرِ موعود کی اشاعت کے بعد درمیان میں صاحبزادی عصمت اور بشیر اوّل کی ولادت اور وفات میں یہ عظیم الشان حکمت بھی دکھائی دیتی ہے کہ اس طرح مخالفین کے لٹریچر میں بھی پیشگوئی "پسرِ موعود" کی خوب تشہیر ہوئی اور مخالفین کے لٹریچر میں بھی اگرچہ مخالفانہ انداز میں یہ پیشگوئی ریکارڈ ہوئی لیکن ریکارڈ ہو گئی۔

مصلح موعودؓ کی ولادت باسعادت

۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ کی ولادت باسعادت ہوئی اس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دس شرائط بیعت شائع فرمائے اور مصلح موعودؓ کی ولادت باسعادت کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا:

"خدائے عزّوجل نے جیسا کہ
اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار
یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے
اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ
بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک
دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام
محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب
کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا
اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔
وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے
پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء
میں مطابق ۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ
روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں
بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے
جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے
طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا ہے اور
کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی
جائے گی۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۴۹)

کامل انکشاف کے بعد آپ نے سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے ہوئے حضورؑ نے "سراجِ منیر" میں فرمایا:۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے
لڑکے محمود کی پیدائش کے متعلق کی
تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا
نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی
کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے
اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب
تک موجود ہیں اور ہزاروں میں تقسیم
ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی
کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں
سال میں ہے۔"

(سراجِ منیر صفحہ ۳۶ حاشیہ)

بزرگانِ جماعت کا قطعی مسلک

حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ جب اپنی عمر کا آخری حصہ گزار رہے تھے تو آٹھ ستمبر ۱۹۱۳ء کو حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ نے یہ عرض کیا کہ مجھے آج حضرت اقدسؑ کے اشتہارات پڑھ کر معلوم ہو گیا ہے کہ پسر موعود میاں صاحب ہی ہیں آپ نے فرمایا:۔

"ہمیں تو پہلے سے ہی معلوم ہے
کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب
کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے
ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔"

مزید توثیق کے لئے آپؓ نے یہ لکھا:۔

"یہ الفاظ میں نے برادرم منظور محمد
سے کہے ہیں۔"

(تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۱۴ء)

اور فرمایا کہ:۔

"یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا اور اس
سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا۔"

(الفضل ۳ر اگست ۱۹۳۷ء)

پھر اور یہ ہے کہ آپ جب ۱۹۱۱ء میں بیمار ہوئے تو آپ نے وصیت فرمائی کہ آپ کے بعد حضرت محمودؓ کو خلیفہ تسلیم کیا جائے۔

(بدر ۲۶ر جنوری ۱۹۱۱ء و رسالہ حقیقت اختلاف از مولوی محمد علی صاحب مرحوم ص۶۹)

ایمان افروز اور خارق عادت ظہور

مندرجہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت محمود خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے وجود میں ابتداء ہی سے پسر موعود کی جھلک نمایاں طور پر نظر آ گئی تھی۔ مگر خدائی نوشتوں کے مطابق جب آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپؓ کے متعلق آسمانی وعدوں کی ایک ایک خبر نہایت برق رفتاری سے پوری ہونی شروع ہو گئی اور ابھی آپؓ کے عہد خلافت پر تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ایک عالم کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں اور مسلم و غیر مسلم حلقے بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ آپ موجودہ دنیا کی عظیم ترین ہستی ہیں اور آج بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ پیشگوئی پسر موعودؓ کی کوئی بھی اہم علامت ایسی نہیں جس کا آپؓ میں پایا جانے کا بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی نہ کسی رنگ میں غیروں کی زبان و قلم سے اقرار نہ کیا جا چکا ہو اس سلسلہ میں اختصاراً بعض شہادتیں درج ذیل ہیں۔

حیرت انگیز ترقی

ایک معزز غیر احمدی عالم مولوی سمیع اللہ خان صاحب فاروقی نے آزادیٔ ملک سے قبل "اظہار حق" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ میں لکھا:-

"آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناقل) اطلاع ملتی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے۔"

اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ..... حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے۔"

(اظہار حق ص۳)

پسر موعودؓ

ہندوستان کے ایک غیر مسلم سکھ صحافی ارجن سنگھ ایڈیٹر "رنگین" امرتسر نے تسلیم کیا کہ "مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی کہ:

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

یہ پیشگوئی بیشک حیرت پیدا کرنے والی ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر بڑے مرزا صاحب کے اندر کوئی روحانی قوت کام نہ کر رہی تھی تو پھر آپ یہ کس طرح جان گئے کہ میرا ایک بیٹا ایسا ہو گا جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی لائق ایسا ثابت ہوا کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے؟"

(رسالہ خلیفۂ قادیان ص۸)

کلام اللہ کا مرتبہ

"پسر موعودؓ کی آمد کا مقصود یہ تھا کہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ چنانچہ مشہور مسلم لیڈر مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر "زمیندار" نے کھلے لفظوں میں اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے ..... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔" (ایک خوفناک سازش ص۱۹۶)

اولوالعزم

نامور دہلوی خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں:-

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکیں انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا۔" (اخبار منادی دہلی ۲۴ر اپریل ۱۹۳۴ء)

ذہین و فہیم

اس بارے احراری لیڈر چوہدری افضل حق صاحب نے لکھا۔ "جس قدر روپیہ احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو بھی پیس درہم برہم کرنے کے لئے کافی تھا۔"

(اخبار مجاہد ۱۵ر اگست ۱۹۳۵ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس موعود فرزند کی پیشگوئی فرمائی تھی اس کی باون علامات میں سے ایک یہ تھی کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"۔ چنانچہ اس خدائی بشارت کے عین مطابق اس موعود فرزند نے واقعی دنیا کے کناروں تک شہرت پائی اس کے ثبوت کے طور پر ذیل میں ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے جس میں ان ممالک کا ذکر ہے جہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک عہد میں احمدیہ مسلم مشن قائم ہوئے اور ان ممالک میں آپؓ نے شہرت پائی۔

نام ملک	تاریخ قیام مشن	مجاہد اوّل
ہالینڈ	۲ر جولائی ۱۹۴۷ء	مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب
جرمنی	۱۹۲۳ء	ملک غلام فرید صاحب اور مولوی مبارک احمد صاحب
ڈنمارک	۱۹۵۹ء	مکرم سید کمال یوسف صاحب
جاپان	۱۹۳۵ء	" صوفی عبد القدیر نیاز صاحب
سوئٹزرلینڈ	۱۹۴۶ء	" شیخ ناصر احمد صاحب
گیانا	۱۹۵۹ء	" بشیر احمد آرچرڈ صاحب
ماریشس	۱۹۱۵ء	" صوفی غلام محمد صاحب
امریکہ	۱۹۲۰ء	حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ
فجی	۱۹۶۰ء	مکرم شیخ عبد الواحد صاحب
انڈونیشیا	۱۹۲۵ء	" مولوی رحمت علی صاحب
انگلستان	۱۹۱۳ء	حضرت شیخ محمد صاحب سیالکوٹیؓ
گھانا۔ نائجیریا	۱۹۲۱ء	" عبد الرحیم صاحب نیرؓ
سپین	۱۹۴۶ء ۱۹۳۶ء	" محمد شریف صاحب گجراتی
جنوبی افریقہ	۱۹۴۶ء	" ڈاکٹر محمد یوسف سلیمان صاحب
ہنگری	۱۹۳۶ء	" حاجی احمد خان صاحب ایاز
یوگنڈا۔ کینیا۔ ٹانگانیکا	۱۹۳۴ء	" شیخ مبارک احمد صاحب
البانیہ	۱۹۳۶ء	" مولوی محمد دین صاحب
یوگوسلاویہ	۱۹۳۷ء	" " " " "
بخارسٹ	۱۹۳۸ء	" " " " "
ارجنٹائن	۱۹۳۶ء	" مولوی رمضان علی صاحب
اٹلی	۱۹۳۷ء	" ملک محمد شریف صاحب گجراتی
فرانس	۱۹۴۶ء	ملک عطاء الرحمن صاحب اور چوہدری عطاء اللہ صاحب
پولینڈ	۱۹۳۷ء	مکرم حاجی احمد خان صاحب
تنزانیہ	۱۹۴۸ء	" عبد الکریم صاحب شرما
آئیوری کوسٹ	۱۹۶۰ء	" قریشی مقبول احمد صاحب
ٹرینیڈاڈ	۱۹۵۱ء	" محمد اسحٰق صاحب ساقی
لائبیریا	۱۹۵۶ء	" صوفی محمد اسحٰق صاحب
سنگاپور	۱۹۳۵ء	" غلام حسین ایاز صاحب
برما	۱۹۳۵ء	" احمد خان صاحب نسیم
عدن	۱۹۴۶ء	" غلام احمد صاحب مبشر
لبنان	۱۹۵۱ء	" رشید احمد صاحب چغتائی
مسقط	۱۹۴۹ء	" روشن الدین صاحب ناصر
ایران	۱۹۲۴ء	" شہزادہ عبد المجید صاحب
بخارا	۱۹۲۴ء	" ظہور حسین صاحب
فلسطین	۱۹۲۸ء	" جلال الدین صاحب شمس
مصر	۱۹۲۲ء	" شیخ محمود احمد عرفانی صاحب
شام	۱۹۲۵ء	" ولی اللہ شاہ صاحب
اردن	۱۹۴۸ء	" رشید احمد صاحب چغتائی
سورینام	۱۹۵۶ء	" رشید احمد صاحب اسحٰق
سیرالیون	۱۹۲۱ء	حضرت عبد الرحیم صاحب نیرؓ
لیبیا	۱۹۱۰ء	" خان حمزہ سیفیا صاحب
سری لنکا	۱۹۲۱ء	" مولوی عبد اللہ صاحب

اللہ تعالیٰ پر یقینِ کامل کا ایک ذریعہ — پیشگوئی مُصلح موعودؓ

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ انچارج بمبئی

مذہب کی اصل غرض بندے کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست مضبوط اور گہرا تعلق قائم کرنا اور انسان کے دل میں اس کی ہستی پر یقینِ کامل پیدا کرنا ہے یہی وہ معیار ہے جس پر کسی بھی مذہب کی زندگی اور اس کی روحانی تاثیرات کو پرکھا جا سکتا ہے۔ اگر کسی مذہب کے ماننے والوں کے پاس صرف مدیوں پرانے خشک خیالات ہی ہوں اور ان ... کوئی کامل روحانی وجود ایسا موجود نہ ہو جو ... ... ان کا اپنے مالکِ حقیقی سے براہ راست ... قائم کرا سکے تو ایسا مذہب مادیت کے ... دور میں قطعاً ناقابلِ قبول اور ناقابلِ ... پائے گا۔

مذہب اسلام کو ... ... ہر زمانہ میں ایسے کامل ... ... ہیں جن کا اپنے خدا ... ... مکالمہ مخاطبہ اور کشوف ورؤیا کے ذریعہ براہ راست تعلق قائم رہا ہے بلکہ چودھویں صدی ہجری کا جائزہ لینے سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس صدی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی کے ذریعہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نشانات کی موسلا دھار بارش برسادی ہے۔ انیسویں صدی کے آخری بیس سالوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنے سے ... ... وہ تاریک دور تھا جس میں "تعلق باللہ" منقطع ہو گیا تھا۔ عملی خشامد اپنے عروج پر تھے۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں بُت پرستی بڑھتی چلی جا رہی تھی کیمونزم یعنی دہریت کے بیج بوئے جا چکے تھے ایسے حالات میں اگر خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے نشانات کے ساتھ نہ بھیجتا تو بلا شبہ بنی نوع انسان کا خدائے رحمٰن سے ایمان ہی اُٹھ جاتا۔

پیشگوئی مصلح موعودؓ ان ہی صد ہا نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جو سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر 'کامل یقین' کا موجب اس وقت ہوئی جب کہ ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی اور لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے لئے یہ پیشگوئی قیامت تک موجب ایمان اور لئے بنتی چلی جائے گی کہ اس پیشگوئی کے مطابق جو موعود اور مبشر فرزند پیدا ہوا ... انہوں نے ہستی باری تعالیٰ اور صداقتِ الٰہیہ کے بے شمار ایسے دلائل دنیا کے سامنے پیش کئے جن کی تردید ناممکنات میں سے ہے ہزاروں اور لاکھوں انسان ان دلائل کی بدولت اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور لا رہے ہیں اور قیامت تک لاتے رہیں گے۔

انیسویں صدی کے آخر میں اگر کیمونزم کی وبا دُنیا میں اس دعویٰ کے ساتھ پھیل کر وہ مذہب کو ختم کر دے گی اور نعوذ باللہ خدا کے نام کو دنیا سے مٹا دے گی۔ تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس مرض کا روحانی علاج بھی "مُصلح موعودؓ" کے ذریعہ پیدا فرما دیا اللہ تعالیٰ نے مصلح موعودؓ کی ان روحانی صفات کا ذکر پیشگوئی مصلح موعودؓ میں اس طرح فرمایا ہے:-

"اس کے ساتھ فضل ہے
جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا
..... وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی
نفس اور روح الحق کی برکتوں سے
بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے
گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے .... جس کا
نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی
کے ظہور کا موجب ہوگا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے پس منظر کو بھی اگر دیکھا جائے تو محرکات خواہ کچھ ہوں۔ جڑ مرض وہی تھا جس کا علاج مصلح موعودؓ کے ذریعہ مقدر تھا۔ بعض لوگ ہستی باری تعالیٰ کے صریحاً منکر تھے بعض یہ کہتے تھے خدا ہے تو مگر اب وہ بولتا نہیں نہ ہی سنتا ہے لیکن حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کا دعویٰ یہ تھا کہ خدا بولتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں فرمایا وہ شخص جو صدقِ دل سے صداقت کا متلاشی ہے اس کے لئے میرے گھر کے دروازے کھلے ہیں وہ قادیان میں آکر میرے پاس کچھ عرصہ قیام کرے اس عرصہ میں اگر خدا اُسے کوئی واضح اور غیر مبہم نشان نہ دکھا دے تو وہ شخص بے شک مجھے جھوٹا قرار دے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اس دعوتِ عام کے نتیجہ میں قادیان کے آریوں کی ایک درخواست حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پہنچی جس میں یہ تحریر تھا کہ "نشان نمائی کی جو دعوت آپ نے تمام دُنیا کو دی ہے ہم آپ کے ہمسایہ ہونے کے ناطے نشان دیکھنے کے اوّلین مستحق ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان صاحبان کی درخواست کو جائز و مناسب سمجھا اور آپ نے وعدہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے میں دُعا کروں گا وہ ضرور آپ کو ایسا نشان دکھائے گا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہوشیارپور میں چالیس روز تک اللہ کے حضور عاجزانہ دُعائیں فرمائیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بشارت دی کہ نو برس کے عرصہ میں آپ کے گھر ایک ایسا جلیل القدر فرزند پیدا ہوگا جس کی منجملہ دیگر صفات کے بعض خاص صفات یہ ہوں گی کہ:-

- وہ بچہ کم عمری میں فوت نہ ہوگا
- وہ غیر معمولی صلاحیتوں اور استعدادوں کا حامل ہوگا۔
- دینِ اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔
- اس کے ذریعہ اسلام کا شرف دُنیا میں ظاہر ہوگا۔
- وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔
- کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرے گا
- قوموں کے لئے برکتوں کے سامان کرنے والا ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اللہ تعالیٰ سے زبردست روحانی تعلق کا کتنا عظیم ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۵۱ سال کی عمر میں آپ کو بیٹے کی بشارت دی یہ عمر وہ ہوتی ہے جبکہ انسان جوانی کی حدود پار کر کے بڑھاپے کا زمانہ گزار رہا ہوتا ہے۔ نہ صرف بیٹے کی بشارت بلکہ خاص صفات سے متصف بیٹے کی خوشخبری اس پیشگوئی کو مزید اہم بنا دیتی ہے۔ پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان تمام صفات سے متصف وہ موعود بیٹا ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا اور اپنی زندگی میں اسلام کی جلیل القدر خدمات بجا لانے کے بعد جب وہ مردِ الٰہی مورخہ ۷ ... ۱۹۶۵ء کو اپنے ... ... اسلام ... اُٹھا لیا گیا۔ ... ... تردید حقیقت کو ... ... کر کون کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتا نہیں یا بولتا نہیں۔ یا مذہب اسلام ایسا مذہب ہے جس کی روحانی تاثیرات ختم ہو چکی ہیں؟

"وہ اسیروں کا رستگار بھی تھا"

از مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب طاہر آف پسرور مقیم ربوہ

وہ اسیروں کا رستگار بھی تھا — غم کے ماروں کا غمگسار بھی تھا
حق شناسا تھا دین کا رہبر — سچ ہے وہ فخرِ روزگار بھی تھا
پیش خبری تھی جس کی آمد کی — آنے والے کی یادگار بھی تھا
شمعِ محفل تھا جانِ محفل تھا — تیغِ دو دم تھا آبدار بھی تھا
مُصلحِ وقت اور فضلِ عمر — دینِ احمد کا اک حصار بھی تھا
علمِ دُنیا و دیں سے بہرہ ور — حسنِ فطرت کا رازدار بھی تھا
کانپ اُٹھتے تھے دیکھ کر دشمن — صاحبِ رعب و وقار بھی تھا
عاشقِ دینِ مصطفیٰؐ لاریب — خادمِ دین مشہر یار بھی تھا
گلشنِ پاک کا گلِ خندہ — گلعذاروں کا گلعذار بھی تھا
میں نے دیکھا ہے دین کی خاطر — دلِ تپیدہ تھا اشکبار بھی تھا
گو سبقت جو لے گیا سب سے — صاحبِ عزم و شہسوار بھی تھا
صاحبِ کشف صاحبِ الہام — دینِ فطرت کا رازدار بھی تھا
اُس کی عظمت کا ہے جہاں قائل — اس میں کیا شک وہ تاجدار بھی تھا

طاہرِ خستہ کا سلام اس پر
زندگی بخش تھا قرار بھی تھا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اعزاز میں

الوداعی تقریب

قادیان ۵ ر تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے نئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کے انتخاب کی منظوری حاصل ہونے پر آج بعد نماز عصر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت مسلسل ۲۴ سالہ تاریخ ساز اور شاندار خدمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت نے اس تقریب کو شایان شان طریق پر منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مدرسہ احمدیہ کے صحن کو رنگین قناتوں سے گھیر کر اوپر رنگین چھامیں لگائی گئیں جو اس تقریب کی رونق کو دوبالا کر رہی تھیں

حسب پروگرام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بعد نماز عصر بوقت قریباً ۴ بجے مقام تقریب میں تشریف لائے جہاں مدرسہ احمدیہ کے گیٹ پر اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فلک شگاف نعروں سے آپ کا خیر مقدم کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی معیت میں سٹیج پر تشریف لائے۔ اس تقریب کی کارروائی کا آغاز مکرم حافظ صلاح الدین صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر معتمد مرکزیہ نے عہد دہرایا۔ بعدہ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے تقریر کی بعدہ عزیزم سفیر احمد صاحب شمیم نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطاب فرمایا جس میں آپ نے خدام و اطفال کو زریں نصائح سے نوازا اور پورے اخلاص اور جذبہ اطاعت کے ساتھ مجلس کے کاموں کو جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اس بصیرت افروز خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے محترم موصوف کی خدمت میں عصرانہ دیا گیا جس میں ناظران و افسران صیغہ جات۔ مہمانان کرام اور تمام خدام و اطفال شریک ہوئے
(نامہ نگار)

حضرت مصلح موعودؓ اور میرے مشاہدات: بقیہ صا

روانگی کے وقت آپؓ نے مجھے ایک خاص الخاص نہایت اہم امر کی طرف متوجہ فرمایا وہ یہ کہ حضرت ام المومنین کی وفات ماہ اپریل ۵۲ء میں ہوئی تھی اور آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون تھیں حضورؓ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ربوہ پہنچ کر پہلے بہشتی مقبرہ جانا اور حضرت ام المومنینؓ کے مزار مبارک پر دعا کرنا اس کے بعد گھر جانا۔

اس واقعہ سے جہاں حضرت ام المومنینؓ سے آپؓ کی بے پایاں محبت کا اظہار ہوتا ہے وہاں اولاد کی اس نوعیت سے تربیت کرنے پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اپنے بزرگوں کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کرنا کتنا ضروری امر ہے۔ اس سے درحقیقت اس جذبہ شکر گذاری اور احسان مندی کا اظہار ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ایک مومن بندے سے اپنے بزرگوں، اجداد و امہات کے لئے دعائیں کرنے کی شکل میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔

(۱۰)

چونکہ مجھے باقی سلسلہ خاندان سے کٹ کر دار الامان میں قیام کرنا تھا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بالخصوص اولاد حضرت المصلح الموعودؓ کی نمائندگی کرنا تھی اس لئے حضور نے ہمیشہ ہی مجھے اپنے بہت ہی محبت بھرے اور ناصحانہ خطوط سے نوازا۔ مجھے حضور کا یہ تحریر فرمانا کبھی نہیں بھولتا اور ہمیشہ میرے ذہن میں مستحضر رہتا ہے کہ تم ہمیشہ شکر کرتے رہو کہ تمہیں قادیان میں قیام کی توفیق وسعادت ملی ہے خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اپنے مولیٰ کریم کے اس احسان پر کما حقہ شکر ادا کر سکوں اور مولیٰ کریم میری رفیقہ حیات اور میری اولاد کو بھی اس کی توفیق دے آمین ثم آمین۔
(بشکریہ ماہنامہ خالد ربوہ بابت جنوری فروری ۱۹۸۱ء)

اعلانات نکاح

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۱ر تبلیغ (فروری) کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(۱) — عزیز نصیر الدین خان صاحب ابن مکرم عمر الدین خان صاحب درویش قادیان کا نکاح عزیزہ شکیلہ اختر پروین صاحبہ دختر مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش نائب ناظر امور عامہ قادیان کے ہمراہ مبلغ نو ہزار روپے حق مہر پر۔ مکرم عمر الدین خان صاحب نے اس موقعہ پر بطور شکرانہ تین سو روپیہ مختلف مدات میں ادا کئے ہیں فجزاہ اللہ خیراً

(۲) — عزیز سید مبارک عالم صاحب ابن مکرم سید محمد عاشق حسین صاحب ساکن خانپور ملکی (بہار) کا نکاح عزیزہ سیدہ شمع راشدہ صاحبہ بنت مکرم سید محمود احمد منیر صاحب ساکن کوسمبی اڑیسہ کے ہمراہ مبلغ گیارہ ہزار (۱۱۰۰۰ روپے) حق مہر پر۔ اس موقعہ پر چونکہ فریقین خود قادیان نہیں پہنچ سکے اس لئے بوقت نکاح لڑکی کے ولی کی طرف سے مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے اور لڑکے کی طرف سے مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بحیثیت وکیل ایجاب و قبول کیا۔

قارئین سے ان ہر دو رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ولادتیں

(۱) — مکرم میاں صلاح الدین صاحب ساکن ملتان ابن مکرم میاں مبارک دین صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۸۲-۱-۱۰ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میاں نصیر احمد صاحب بانی کلکتہ ابن محترم میاں محمد صدیق صاحب بانی مرحوم کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں بچے کے ننھیال کی طرف سے بطور شکرانہ مختلف مدات میں پانچصد روپے مرکز میں بھجوایا گیا ہے فجزاھم اللہ خیراً

(۲) — مکرم رفیق احمد صاحب ساکن امروہہ (یوپی) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۸۲-۱-۱۰ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم خورشید احمد صاحب امروہوی کا نواسہ اور مکرم مشتاق احمد صاحب امروہوی کا پوتا ہے۔ موصوف نے اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں مبلغ بیس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً

(۳) — اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۸۲-۱-۱۹ کو مکرم بشارت احمد خان صاحب ابن مکرم ذوالفقار خان صاحب ساکن سونگھڑہ (اڑیسہ) کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم معین الدین صاحب ساکن کیندرا پاڑہ (اڑیسہ) کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں موصوف نے مبلغ پانچ روپے شکرانہ نقد میں ادا کئے ہیں فجزاہ اللہ خیراً۔

قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودین کو نیک صالح و خادم دین بنائے صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔
(ادارہ)

درخواستہائے دعا

● — مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب جلال کوچہ حیدرآباد اپنی اہلیہ کی مرض فالج سے کامل صحت اور شفایابی کے لئے ● — مکرم بشارت احمد صاحب حیدر قادیان اپنے والدین اور چھوٹے بھائی کی صحت و عافیت اور کاروبار کے بابرکت ہونے کے لئے ● — مکرم لطف اللہ صاحب سکندرآباد کی اہلیہ کا بعض نسوانی عوارض کی بناء پر آپریشن ہونے والا ہے جس کی کامیابی اور کامل صحت و شفایابی کے لئے ● — مکرم خضر محمود صاحب شیموگہ اپنی اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی نیز دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ● — عزیز پرویز احمد اونہ گام (کشمیر) سے عزیزہ محمودہ بانو سلمہا۔ عزیزہ بشریٰ سلمہا اور عزیز شمیم احمد سلمہ کی اپنے اپنے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے ● — مکرم محمد داؤد احمد صاحب یادگیری مقیم بیدر (کرناٹک) اپنی والدہ محترمہ، اہلیہ صاحبہ، بچگان اور خود کی صحت و سلامتی، کامل شفایابی اور کاروباری مشکلات کے ازالہ کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔
(ادارہ)

تعلیم یافتہ نوجوان

خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تازہ ترین خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۱۱ر صلح (جنوری) ۱۳۶۱ہش/۱۹۸۲ء میں تحریک فرمائی ہے کہ جماعتی ضروریات کے لئے مخلص تعلیم یافتہ احمدی نوجوان جو بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس سی پاس ہوں خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے ایسے مخلص نوجوان جو خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہوں وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آئیں اور بڑھتی ہوئی جماعتی ضروریات کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

وکیل الاعلیٰ قادیان

قواعد بابت تعلیمی انعامی تمغہ جات

ذیل میں تعلیمی انعامی تمغہ جات کے متعلق منظور شدہ قواعد شائع کئے جا رہے ہیں تاکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جاری فرمودہ سکیم کا علم عہدیداران جماعت کو علم ہو سکے۔ یہ سکیم جنوری ۱۹۸۰ء سے جاری شدہ ہے اور اس کے ماتحت یکم جنوری ۱۹۸۰ء کے بعد یونیورسٹی اور بورڈ سے نکلنے والے نتائج امتحانات پر یہ سکیم قابلِ عملدرآمد سمجھی جائے گی لہٰذا ایسے طلباء و طالبات جو اپنے آپ کو اس سکیم کے ماتحت انعام اور تمغہ جات کے قابل سمجھتے ہوں یا مبلغین و امراء اور صدر صاحبان کے علم میں اگر کوئی ایسا کیس ہو تو ان کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد قواعد ذیل کے ماتحت نظارت ہذا میں اپنے مکمل کوائف سے ساتھ اطلاع دیں تاکہ ان کا کیس منظوری کے لئے حضور کی خدمت میں بھجوایا جا سکے۔

(۱) ہر وہ طالب علم یا طالبہ جو کسی بورڈ یا یونیورسٹی کے کسی فائنل امتحان میں اوّل۔ دوم سوم آئے وہ نظارت تعلیم قادیان کو بلاتوقف فوری طور پر اطلاع دے۔

(۲) ضروری ہوگا کہ اس سلسلہ میں متعلقہ بورڈ یا یونیورسٹی کے ذمہ دار افسر کی طرف سے سرٹیفکیٹ جماعت متعلقہ کے امیر یا صدر کی وساطت سے ان کی رپورٹ کے ساتھ بھجوایا جائے

(۳) اس سرٹیفکیٹ میں صراحت سے ذکر ہو کہ طالبہ یا طالب علم مذکور نے کل اتنے نمبروں میں سے اتنے نمبر حاصل کرکے اوّل۔ دوم۔ سوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ شائع شدہ نتیجہ کی فوٹوسٹیٹ کاپی حتی الوسع ضرور بھجوائی جائے

(۴) طالبہ علم جو صرف طالبات میں اوّل۔ دوم۔ سوم پوزیشن بورڈ یا یونیورسٹی میں حاصل کریں وہ بھی انعامی تمغہ جات کی مستحق ہوں گی بشرطیکہ وہ طلبہ و طالبات میں پہلی بیس پوزیشنوں میں آتی ہوں۔ اس امر کے لئے بھی تصدیقی سرٹیفکیٹ آنا ضروری ہے۔

(۵) کسی یونیورسٹی یا بورڈ میں اوّل۔ دوم۔ سوم آنے والے طالب علم اور طالبات کو اپنے تعلیمی کوائف بھجواتے ہوئے اس امر کی محکمانہ تصدیق کے ساتھ یہ وضاحت کرنی ضروری ہوگی کہ انہوں نے یونیورسٹی یا بورڈ کے سالانہ امتحان میں کوئی پوزیشن حاصل کی ہے۔ سپلیمنٹری یا ڈویژن IMPROVE کرنے والا یا IMPARTS امتحان دینے والے ان تمغہ جات کے حقدار نہیں ہوں گے۔

(۶) صرف حسب ذیل امتحانات میں اوّل۔ دوم۔ سوم پوزیشن لینے والے طلباء و طالبات انعامی تمغہ جات کے حقدار ہوں گے۔

(الف) میٹرک (ب) انٹرمیڈیٹ آرٹس گروپ فائنل امتحان (ج) انٹرمیڈیٹ پری میڈیکل گروپ فائنل امتحان (د) انٹرمیڈیٹ فائنل امتحان (ہ) بی اے۔ بی ایس سی فائنل امتحان نوٹ:۔ بی اے۔ بی ایس سی (آنرز) (سہ سالہ کورس) کے طلباء ان تمغہ جات کے تب مستحق ہوں گے اگر وہ بی اے۔ بی ایس سی کے متعلقہ مضمون کے امتحان میں اوّل دوم۔ سوم آنے والوں کے کم از کم برابر فیصدی مارکس حاصل کریں۔ انہیں اس بارہ میں بھی حسب بالا بورڈ یا یونیورسٹی سے سرٹیفکیٹ بھجوانا ضروری ہوگا (ص) بی ایس سی انجینئرنگ فائنل امتحان (ح) بی ایس سی ایگریکلچر فائنل امتحان (ط) ایم بی بی ایس فائنل امتحان (ف) بی اے ایل ایل بی فائنل امتحان (ع) ایم اے ایل ایل بی فائنل امتحان۔ نوٹ:۔ فی الحال ان امتحانات کے علاوہ کوئی کورس تمغہ جات انعامی کی سکیم میں شامل نہیں۔

ناظر تعلیم قادیان

پروگرام دورہ محترم وکیل المال صاحب تحریک جدید

جماعت ہائے احمدیہ آندھرا۔ کرناٹک۔ کیرلہ اور تامل ناڈو کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ محترم منظور احمد خان صاحب نائب وکیل المال تحریک جدید انسپکٹر صاحب تحریک جدید کے ہمراہ مورخہ ۲۳/۲/۸۲ کو بغرض وصولی چندہ جات و وعدہ جات تحریک جدید مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کرام محترم موصوف سے مکمل تعاون فرمائیں گے۔

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲۳/۲/۸۲	پینگاڈی	۲۲/۳/۸۲	۲	۲۴/۳/۸۲
بمبئی	۲۵/۲/۸۲	۳	۱/۳/۸۲	کیناؤر۔ کڈلائی	۲۴	۲	۲۶
گلبرگہ	۲/۳/۸۲	۱	۴	کڈلائی منڈنور	۲۶	۱	۲۷
حیدرآباد سکندرآباد	۴	۵	۹	کالیکٹ	۲۸	۲	۳۰
جڈچرلہ شادنگر	۹	۱	۱۰	کوڈیتور	۳۰	۱	۳۱
بنگلور	۱۱	۳	۱۵	منارکاٹ	۳۱	۱	۱/۴/۸۲
شموگہ۔ سورب ساگر	۱۲	۲	۱۸	کروناگپلی	۱/۴/۸۲	۲	۳
مرکرہ	۱۸	۲	۲۰	میلاپالم	۴	۱	۵
موگرال منجیشور	۲۰	۲	۲۲	مدراس	۶	۳	۹
				قادیان	۱۲/۴/۸۲	-	-

یومِ مصلح موعودؓ

جماعتیں ۲۰ر تبلیغ (فروری) کو جلسے منعقد کریں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائے عزّ و جل کی طرف سے اطلاع پاکر ایک عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ حضرت المصلح الموعودؓ کی پیدائش اور اس کے دنیا کے کناروں تک شہرت پانے اور اس کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی بشارت دی تھی۔

پیشگوئی مصلح موعودؓ متعدد پہلوؤں پر مشتمل اسلام کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے۔

تمام جماعتیں ۲۰ر فروری کو جلسے منعقد کرکے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور جلسہ کی غرض و غایت دوستوں پر واضح کریں اور جلسوں کی روئیداد مرتب کرکے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوائیں تاکہ اخبار بدر میں بھی رپورٹوں کا خلاصہ شائع کرایا جا سکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دُعائے مغفرت

(۱) مکرم اجمال الدین صاحب انصاری خادم احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد کی والدہ محترمہ مورخہ ۱۱/۱/۸۲ کو مسلیہ (بہار) میں وفات پاگئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) مکرم عزیز سراج احمد صاحب مونگیر (بہار) کے والد مکرم ضیاء العارفین صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ مونگیر مورخہ ۲۷/۱/۸۲ کو بوقت ایک بجے دن دفتر میں کام کرتے اچانک دل کا دورہ پڑ جانے کی وجہ سے وفات پاکر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص، دیندار اور خدمتِ سلسلہ کا جذبہ رکھنے والے احمدی تھے آپ کی افسوسناک وفات سے آپ کی اہلیہ اور بچوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔

(۳) محترمہ راشدہ الماس صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الحی صاحب انسپکٹر وقف جدید قادیان کے پھوپھی مکرم محمد ریحان صاحب اور خالہ اہلیہ مکرم محمد ضمیر الدین صاحب ساکن پنگاڑی (اڑیسہ) یکے بعد دیگرے ماہ جنوری کے دوران وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین سے مرحومین کی مغفرت، بلندی درجات اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

بھوا میں جماعت احمدیہ اُتر پردیش کی سالانہ کانفرنس

بتاریخ ۲۷-۲۸ مارچ ۱۹۸۲ء

جملہ احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال آل اُتر پردیش احمدیہ کانفرنس کا انعقاد مندرجہ بالا تاریخوں میں ہوگا۔ کانفرنس کے لئے مکرم محمد احمد صاحب سولیجہ سیکرٹری مال کانپور کو صدر مجلس استقبالیہ اور مکرم مولوی عبدالحی صاحب فضل کو سیکرٹری مجلس استقبالیہ مقرر کیا گیا ہے۔ احباب اُن کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

پتہ صدر مجلس استقبالیہ:- ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

Mr. MOHD. AHMAD SB. SOLEJA,
42/29, MAKHANIA BAZAR
KANPUR (U.P.)

نادر و نایاب کتب اور تاریخی تصاویر

مندرجہ ذیل نادر و نایاب کتب اور اہم تاریخی تصاویر ہمارے ہاں دستیاب ہیں۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں:-

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا گجراتی و مرہٹی ترجمہ۔
- حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف "پیغام احمدیت" کا فارسی و گجراتی ترجمہ۔
- حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی کتاب "حیات احمد علیہ السلام" کی مکمل جلدیں اور معارف القرآن کے متعلق لکھی گئی جملہ کتب۔
- حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی انگریزی اور اردو کتب کا مکمل سیٹ۔
- جماعت کی اہم تاریخی تصاویر کا قیمتی ذخیرہ ... ۱۹۳۶ء سے ۱۹۸۰ء تک کے عرصہ پر مشتمل تصاویر کی پہلی فہرست شائع کر دی گئی ہے۔ ضرورتمند احباب دو روپے کا پوسٹل آرڈر بھجوا کر یہ فہرست حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تاریخی ذخیرہ احمدیت کی نسل کو بزرگان سلسلہ کے نورانی چہروں سے متعارف کرانے کے علاوہ تبلیغ کا بھی ایک مفید ذریعہ ہے۔

یوسف احمد الہ دین سیکرٹری انجمن ترقی اسلام
الہ دین بلڈنگ سکندرآباد (آندھرا)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هُوَ النَّاصِر

کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں!

الرؤف جیولرز

۱۶- خورشید کلاتھ مارکیٹ (حیدری) شمالی ناظم آباد - کراچی - فون نمبر ۶۱۷۰۶۹

ضرورت باورچی

ابوظبی میں باورچی کا کام کرنے کے لئے دو نوجوانوں کی اور گھر کا کام کرنے کے لئے ایک ہوم بوائے کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب اپنا فوٹو اور تمام کوائف ادارہ بدر کی معرفت ارسال فرمائیں۔

(ادارہ)

"مومن کو چاہیئے

کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے"

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش

کوئک بیٹری سروس

نزد عابد سرکل۔ نظام شاہی روڈ۔ حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۱

"دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑی جدوجہد سے حاصل کرو"

(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام بحوالہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

(پیشکردہ)

احمد اینڈ کمپنی - ۲۶۸ - آرکاٹ روڈ - مدراس

ہر آن اپنے اس مقدس عہد کو ذہن میں مستحضر رکھئے:-

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

(منجانب)

کوہ نور پرنٹنگ پریس

چھتہ بازار - حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے"

(فتح اسلام تصنیف حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

منجانب: محمود ٹیلیویژن کمپنی - ۲۱ ہال روڈ - لاہور

فون نمبر - ۳۲۲۲۲۴ - و - ۶۱۶۲۴

کوہِ نور
بیڑی انڈسٹریز ایسوسی ایشن

فون نمبر:- ۴۹۰۷۸

بھارت میں اعلیٰ قسم کی دیا سلائی بنانے والے دو مشہور ٹریڈ مارک:-

No. 2 DELUX QUALITY - اور - "ABER"

پتہ:- نمبر ۶۵۷-۸-۱۸ شکیبہ (S) بازار - حیدرآباد ۲۳

"میں وہی ہوں"
جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا
(فتح اسلام)
(پیشکش)

"چاہیئے کہ تمہارے اعمال
تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں"
(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام)
منجانب: تپسیا ربر ورکس
تپسیا روڈ۔ کلکتہ ۳۹

"AUTOCENTRE"
25-5222
23-1652
آٹو ٹریڈرز
۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ
AUTO TRADERS
15 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

"محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں"
(حضرت امام جماعت احمدیہ)
SUNRISE RUBBER PRODUCTS.
2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 39.

رحیم کاٹیج انڈسٹری
RAHIM
COTTAGE INDUSTRIES,
17-A, RASUL BUILDING,
MOHAMEDAN CROSS LANE,
MADANPURA.
BOMBAY - 400008.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY.
MADRAS - 600004.
PHONE NO. 76360.
آٹو ونگس

Registered with the registrar of news pape... No. R. N. 61/57

Regd. No. P/G. D. P-3 Phone No. 35

MUSLEH-E-MAUD NUMBER

The Weekly   Qadian 143516

Editor:-Khurshid Ahmad Anwar

Sub Editor—Jawaid Iqbal Akhtar PRICE Rs. 1.00

VOL No. 31	16th,RABIUSSANI 1402 *11th,TABLIGH 1361* 11th,FEBRUARY 1982	ISSUE No. 6